بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالہدی والصلوۃ والسلام علی حبیبہ ورحمتہ افضل المرسلین وخاتم الانبیا وعلی الہ المستبشرین بصحبتہ وصحبہ الفرحین بلقائہ ولعیتہ فکانوا ہداۃ الہدی وقدوۃ الوری اما بعد فقیر حقیر محمد دیدار علی الرضوی الحنفی بخدمت جمیع مومنین منصفین اور علماء راسخین حق گزین ملتمس ہے کہ یہ بات توسب پر خوب ظاہر ہے کہ دربارۂ قیام بوقت استماع بشارت مژدہ ولادت سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام باہم علماء ہندوستان مین کسقدر تنازع ہو رہا ہے اور تنازع فقط اس امر پر ہے کہ مانعین بوجہ عدم ثبوت کسی دلیل قوی کے ثبوت قیام مین بجز اتباع حرمین اور سلف صالح منع کرنے مین سعی کر رہی ہین اور مثبتین بجز اتباع سلف یا علماء حرمین مکرمین چونکہ کوئی نص قرآن یا حدیث صحیح پیش نہین کر سکتے لامحالہ بدعت حسنہ کہکر اوسکی اثبات حسنیت مین زور لگا رہے ہین لہذا یہ ہیچمدان ہمیشہ ملتجی بارگاہ یزدان رہتا تھا کہ خداوندا اگر تیرے نزدیک فی الواقع یہ امر ممنوع ہی مجکو ایسی دلیل ممانعت سوجھا کہ رافع نزاع علماء منصفین اور دافع بغض و کینہ کی فضلاء راسخین ہوجاوے اور علماء حرمین اور فضلاء عرب و عجم اور سلف صالح اور پیشوایان حال مثل حاجی امداد اللہ ادام اللہ فیضہ جیسے بزرگان دین پر حرف تقیہ یا بدعت او فسق زبان پر نہ آوے اور اگر فی الحقیقت یہ قیام مروجہ سلف صالح و علماء کرام تیرے نزدیک امر محبوب موجب خیر و ثواب ہے ایسی دلیل واضح پر مجکو مطلع فرما کہ جسکا کوئی عالم منصف انکار نکر سکے مگر جب کلام مانعین کو دیکھا اثبات بدعیت قیام ہذا کا ارادہ کیا بجز فاسق مبدعی بنانے علماء مکہ معظمہ مدینہ منورہ اور فضلاء عرب و عجم اور نیز علماء سلف اور اکثر علماء و مشائخ حال مثل مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مد اللہ ظلہ و مولانا رحمت اللہ صاحب وغیرہ اور کوئی امر نظر نہ آیا اور جب

احادیث فضائل علماء مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و اہل عرب و غرب کو دیکھا اور بعقیدہ سنت یا مستحب
افعال معمولہ علماء حرمین کے ساتھ حجت پکڑنی سلف صالح مثل امام مالک و امام بخاری رحمہما اللہ
کی طرف نظر ڈالی روح کانپ گئی لامحالہ یقین کامل ہو گیا کہ ایسے اپنے فضلاء و کملاء حرمین مکرمین کہ جنکی
بدون اقتدا کے جماعت اولیٰ مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں ہونا محال ہے اگر در حقیقت بوجہ مجلس میلاد
مشتمل قیام وغیرہ امور مستحب یہ سب بدعتی ہوتے کہ جنکا اولیٰ درجہ فسق ہے تو نہیں کبھی انکی پیچھے ایام حج میں
نماز نہ پڑھتے اور کیساتھ صحیح کرتے کسواسطے نماز فاسق کے پیچھے مکروہ تحریمہ واجب الاعادہ ہوتی ہے کما ھو
ظاھر من کتب الفقہ وقد صرح جنابہ فی مسائلنا المسمی برسول الکلام من کلام سید الانام فی بیان
ظاہر ہے فقہ کی کتابوں سے اور تصریح کی ہے جناب نے ہمارے رسالہ میں جسکا نام رسول الکلام من کلام سید الانام علیہ الصلوٰۃ ہے بیچ بیان
اصول مسائل المختلفۃ والمولد والقیام اور حضرت مولانا مہاجر فی سبیل اللہ مرشد علماء دیوبند
ذکر فوائد اصول مسائل مختلف وغیرہ اور ذکر مولد شریف اور قیام کا
و گنگوہ پیر طریقت مولوی رشید احمد صاحب و مولانا قاسم رحمۃ اللہ جیسے بزرگان دین کے یعنی حاجی
امداد اللہ صاحب دام اللہ فیوضہ کہ ہمیشہ مجلس میلاد شریف مع قیام وغیرہ امور متعاملہ حرمین کرتے
رہتے ہیں چنانچہ رسالہ در المنظم پر تقریظ حاجی صاحب ممدوح شاہد عدل ہے اور نیز متواتر ہر
سال زبانی علما اور عامۃ الناس کے

نمونہ احادیث فضائل عرب و غرب و قول امام مالک و بخاری رحمۃ اللہ علیہ

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلظ القلوب والجفاء فی المشرق
جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت دلی اور جفا مشرق والوں
والایمان فی اھل الحجاز۔ رواہ مسلم عن ابی وقاص قال قال رسول اللہ
میں اور ایمان کامل مکہ مدینہ والوں میں ہے، یہ مسلم شریف کی حدیث صحیح ہے۔ ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا
صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال اھل العرب ظاھرین علی الحق حتی تقوم الساعۃ
اور ہمیشہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہینگے اہل مغرب یا اہل مکہ مدینہ غرب والے یعنی شریعت کے حق پر
رواہ مسلم۔ ایضاً اور امام بخاری نے صحیح بخاری میں ما اتفق علیہ الحرمان علیحدہ ایک باب میں لکھکر
جسپر اتفاق کریں مکہ اور مدینہ والے
فضائل اور حقیقت اہل حرمین پر بہت سی احادیث نقل فرمائی ہیں اور امام مالک علیہ الرحمۃ تو اجماع
حرمین کو بھی حجت فرماتے ہیں اور بعض امور میں دیگر علما بھی دیکھو کتب اصول اور فقہ کو ۱۲ منہ غفر اللہ لہ
ولوالدیہ

صاحب حج سے آتے ہین ہمیشہ کرنا حاجی صاحب موصوف پیر و مرشد مولانا رشید احمد صاحب کا
مجلس میلاد معہ قیام فرحت بوقت ذکر ولادت سنتے رہتے ہین یہہ علماء ہندوستان جو بظاہر
کسی مصلحت سے انکار قیام وغیرہ کرتے ہین کبھی اونکے سلسلہ مین نہ رہتے اونکی خلافت سے
بیعت نکرتے جب اس امر مین زیادہ غوض کیا ایسا معلوم ہوا کہ غالبًا منع کرنا بعض علماء مستند
مریدین حاجی صاحب کا شاید بوجہ غلو بعض جہال کے ہوگا جو تالی بجاتے ہین گانے کے عوض
پر دف دو آدمی ٹیپ کے شل گویون کے دو طرفہ بٹھا کر ذکر میلاد کو تال سر سے گاتے ہین گو
کبھی عمر بہر نماز نہ پڑہی مگر مجالس میلاد کرتے ہی قطعًا جنتی بناتے ہین بنجاتے ہین نہ احتیاط
مال حرام نہ اجتناب امور مکروہ اور امور بدعت۔ ڈاڑہی منڈے بعض جا بیدہڑک
پٹر بنے بیٹھ جاتے ہین چنانچہ مولانا رشید احمد صاحب جیسے قامع بدعت پابند شریعت
وطریقت نے جب اونسے مسئلہ چاہ ناپاک اور مسئلہ قیام مجلس مولد شریف دریافت کیا گیا
اپنے اخیر خط مین جسکی نقل معہ نقول دیگر مکاتیب مولانا اور عرائض کاتب الحروف درج رسالہ
ہذا ہے صراحتہ تحریر فرمادیا کہ تم اپنی تحقیق پر عمل کرو اور یہ امر تو ظاہر ہے کہ کبھی کوئی عالم
ربانی کسیکو کسی امر بدعت کی اجازت نہین دیسکتا وہ تو حتی الوسع منع ہی کرے گا خواہ
کوئی مانو یا نمانو اور مسائل کی جہانتک ممکن ہوگا تشفی کریگا مگر ہان جب یہ منظور ہو کہ السکوت
فی معرض البیان بیان مگر مولانا نے ہمکو تو صراحتہ اجازت دیدی گو کسی مصلحت سے اپنا قیام
کرنا انکا ناموار د فرحت وسرور پر معرض سکوت مین رکہا نہین سکوت بہی نہین جواز کی تصریح
تو مکاتیب مولانا مین عموماً ہے ذرا مولانا کے خطون کو بغور ملاحظہ کرو الحاصل جب بتوفیق
موفق حقیقی بغرض ازالہ افراط وتفریط تحقیق امر ہذا مین قلم اوٹھایا بالفضل الہم حقیقی ایک رسالہ ضخیم
موثق بدلائل وافرہ وبراہین قاطعہ معہ رد بدعات مکروہہ وامور قبیحہ تیار ہوگیا مدت سے
ایک ضابطہ اور کلیہ مثبت سنت ہونے قیام ہذا کے بخدمت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی

سے یعنی چپ رہنا بیان کرنے کی جگہہ بمنزلہ بیان ہی ہوتا ہے مثل مشہور ہے الخاموشی نیم رضا۔
ـــہ ضابطہ ایک قاعدہ کلیہ کو کہتے ہین ٭ عـــہ نان بطریق مناجات خوش الحانی سے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی نعت اور
قصائد کو اکثر سنا ہے پس اسطرح جائز بلکہ مستحب ہے۔

پیش کرنے کا ارادہ کرتا تہا مگر بموجب کل امر مرہون باوقاتہا عرصہ دراز تک یہ ردّ التوامین
رہا اور نیز لا الضرورت مسئلہ طہارت چاہ بحضور مولانا ممدوح استفتا بہیجنی کی سخت ضرورت
پیش آئی اس ضمن مین الحمد للہ کہ دو ضابطہ کلیہ دلیل ثبوت سنت ہونی قیام متنازعہ فیہ کا
بتحریر مولانا موصوف بہی پورا اطمینان ہوگیا اگرچہ باعتبار صراحت مسئلہ کنوین کا منجاب
مولانا غیر قابل اطمینان ہے چنانچہ نقول خطوط اور فتاوا مولانا رشید احمد صاحب کا مع سے
جو سعہ عرائض راقم نقل کئے جاتے ہین امر نم اخوب واضح ہوجاوے گا واضح ہو کہ بخوف
انتشار ذہن ناظرین چونکہ دو تین مسئلون کے سوال و جواب ترتیب وار ہین اور بعضے
جواب ہر مسئلہ کا سوال سے دور جا پڑا ہے لہذا مضمون ہر خط کو جو دونو سوال کیساتہہ
شرکت رکہتا تہا دونو مسئلون کے ساتہہ مکرر لکہدیا ہے اور جس مضمون کو فقط ایک
ہی مسئلہ کے ساتہہ تعلق تہا اوسکو بعینہٖ اوسی کے ساتہہ نقل کردیا ہے جس کسی کو کسی مضمون
مین ذرا سا بہی شبہ ہو اصل خطوط قلمی اور دستخطی مولانا مع لفافہا مہری ڈاکخانہ احقر
کے پاس موجود ہین مطابق کرکے دیکہہ لین ۔ وَکَفیٰ بِاللّٰہِ شَہِیدًا ۔
اور اللہ کا گواہ ہونا کافی ہے ۔

عریضہ کاتب الحروف

از فقیر حقیر محمد دیدار علی الحنفی بجالیخدمت فیض موہبت مولانا مخطمنا رافع السنت قامع البدعت
مولوی رشید احمد صاحب ادام اللہ رشدہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ حضور حدیث
افک جو بخاری شریف مین ہے اوسمین یہہ عبارت ہے ۔ وکان اول کلمۃ تکلم
بہا یا عائشۃ اما اللہ فقد برأک فقالت امی قومی الیہ فقلت واللہ لا اقوم
ولا احمد الا اللہ ۔

حدیث افک وہ حدیث ہے جسمین ذکر ہے تہمت لگانے منافقون کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پس جب اوسکی پاکی کی آیتیں نازل ہوئی پس وہ کلمہ جو بعد ختم نزول وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہہ تہا کہ اے عائشہ تحقیق تجہے بری کردیا تمکو اللہ نے پس کہا میری ماں نے کھڑی ہو تو اے عائشہ طرف حضرت کے لئے ادا شکر یہ رسول کے پس کہا مین نے قسم ہے اللہ کی نہ کھڑی ہونگی مین اور نہ شکر کرونگی مین مگر اللہ کا کہ حقیقت مین اوسی نے مجکو بری کیا ورنہ کسی سے میرا ساتہ نہ دیا تہا ۔

شارح قسطلانی شرح لفظ قومی الیہ عہ مین تحریر فرماتے ہین ای لاجل ما بشرک بہ اس
حدیث سے ظاہر ہے کہ قیام بوقت سننے کسی بشارت کے خواہ بجانب مبشر حقیقی یا مجازی سنت عہ
تقریری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور کتاب النکاح بخاری شریف مین ہے ابصر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم نساء و صبیانا مقبلین من عرس فقام ممتنا قال فی التوشیح قام الیہم فرحا بہم
متفضلا علیہم - اس حدیث سے صراحۃ مفہوم ہوتا ہے کہ بوقت دیکھنے امر فرحت کے اظہار فرحت کیواسطے
کہڑا ہونا سنت فعلی حبیب اللہ ہے لہذا گذارش ہے کہ اب بھی ایسے موقع پر اگر قیام کیا جاوے
سنت ہے یا ناجائز اور بصورت عدم جواز ناسخ کونسی حدیث ہے مکرر گذارش یہہ ہے کہ
بخیال عدم فرصتی حضور ایک فتوی مرتب کرکے اور ایک استفتا ارسال خدمت ہے اگر صحیح
ہو مزین بمہر فرما کر بذریعہ ٹکٹ ملفوف واپس مرحمت ہو ورنہ امر حق سے مدلل بروایات معتبرہ مطلع
فرماوین والسلام -

مکتوب گرامی مولانا رشید احمد صاحب بجواب عریضہ احقر

از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام مسنون عرض آنکہ آپکا مکرمت نامہ پہونچا در باب قیام یہ
عرض ہے کہ قیام صدیقہ عہ آپکی دست بوسی کیواسطے تہا کہ اظہار فرحت و سرور اور شکریہ
کو متضمن ہے علی ہذا انصار انصار کیواسطے طبعی قیام تہا کہ محبوب کو دیکھکر بیساختہ قیام ہو جاتا ہے
سو یہ قیام ممنوع نہین اب بھی درست ہے کوئی اسکا ناسخ سہ نہین آپنے صحیح لکھا ہی فقط

عہ واضح ہو کہ لفظ قومی الیہ حدیث مذکور مین جو گذرا ہے مقولہ ہے حضرت عائشہ کی ماکا اوسکی شرح معانی مین قسطلانی بخاری
شریف کے شارح فرماتے ہین کہ قومی الیہ یعنی کہڑی ہو تو حضرت کی طرف بسبب بشارت سنانے حضرت کے تمکو ساتھ آیات پاکدامنی کے ۱۲ منہ عفی عنہ
عہ سنت تقریری اوسکو کہتے ہین جو کوئی امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا جاوے اور آپ اوسکو منع نہ فرماوین پس وہ قول ہو یا
فعل بمنزلہ قول و فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتا ہے کما ہو ظاہر من کتب الاصول منہ
سہ دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے چند عورتون اور لڑکون کو قبیلہ انصار سے آتے ہوئے ایک شادی مین سے پس کہڑے ہوگئے آپ اونکی خوشی کے
ساتھ خوشی ظاہر فرمانیکو چنانچہ شرح توشیح مین ہے کہ اونکے ساتھ خوشی ظاہر کرنیکو لطف و مہربانی سے کہڑے ہوگئے
چنانچہ بعد قیام فرمایا ــــ اللہم انتم من احب الناس الیّ یعنے تم لوگ مجکو سب سے پیارے ہو لہذا
تمہاری خوشی سے مین بھی خوش ہوا اور بغرض ظاہر کرنے اسی خوشی کے کہڑا ہو گیا منہ عفی اللہ عنہ ۱۲
صہ یعنی حضرت عائشہ رضہ
سہ یعنی کوئی ایسی حدیث نہین ہوا اس قسم کے قیام کو منع کرے ۱۲ منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولاساتذتہ -

عریضہ دیگر کاتب الحروف بجواب مکتوب ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم از فقیر حقیر محمد دیدار علی الحنفی بجانب خدمت فیض موہبت حضور مجمع النور رافع السنت قامع البدعت مصدر خیر و برکت مولانا مرشدنا مولانا رشید احمد صاحب ادام اللہ رشدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کرامت نامہ شرف صدور لایا نہایت ممنون و مشکور فرمایا شوق حضوری حضور کو دوچند بڑھایا مگر حق یہ ہے عہ کل امر مرہون باوقاتہا امیدوار ہون کہ تا حضوری حضور اوقات خاصہ مین دعا خیر سے محروم نہ رکہین المدعا دربارۂ حدیث قیام حضرت عائشہ صدیقہ بوقت سماع آیات طہارت و پاکدامنی اور حدیث قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بروئیت نساء الانصار یہ حضور نے تحریر فرمایا کہ یہ قیام اب بھی ممنوع نہین درست ہے اسکا ناسخ نہین صحیح لکھا ہے۔ یہہ تو بہت صحیح و درست مگر جو تحریر فرمایا کہ قیام صدیقہ دست بوسی کیواسطے تھا اسپر کونسا لفظ حدیث دال ہے یا کسی شارح معتبر نے لکھا ہے علی ہذا قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طبعی اضطراری ہونا کہان سے مفہوم ہوتا ہے بنظر عبارات حدیث افک کہ جو تمامہ بخاری شریف مین غالباً تین چار جگہہ وارد ہے فقط اتنا مفہوم ہوتا ہے کہ قیام حضرت عائشہ صدیقہ بموجب ادنیٰ قول لا اقوم الا للہ کی محضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین بیان حمد و ثنا مبشر حقیقی خداوند کریم کیواسطے واقع ہوا اور فرمان والدین حضرت صدیقہ برائے قیام محضر رسول اللہ مین بیان حمد و ثناء عہ مبشر مجازی کیواسطے تہا کہ وہ ذات بابرکات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہی چنانچہ قسطلانی توحی الیہ کی آگے تحریر فرماتے ہین ای کلاما مشتمل علی بشارتہ بہ اور حدیث قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے جو نساء الانصار کو دیکھکر قیام واقع ہوا اور بروایت راجح فقط اتنا مفہوم ہوتا ہے کہ اونپر محبت ظاہر کرنا منظور تہا کہ تم سے مجکو محبت

عہ ہر امر اپنے وقت پر موقوف ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ۔

عہ مبشر کہتے ہین اوس شخص کو جو کوئی خوشخبری پہونچاوے ۱۲ منہ

ہے تمہاری خوشی دیکھکر ہم بھی خوش ہوئے ہین لهذا آپنے بتکلف قیام فرمایا نہ کہ طبعًا

اضطرارًا کما ہو ظاہر من شرح فتح الباری حیث قال قولہ فقام ممتنا ای

چنانچہ یہ امر ظاہر ہے شرح بخاری شریف سے جسکا نام فتح الباری ہے کہا شارح نے قولہ فقام ممتنا کے معنی

قام قیاما قویا ماخوذ من المنة وهی القوة ای قام الیهم مسرعا

ہوئے کہ کھڑے ہوئے رسول اللہ بہت قوت سے اسواسطے کہ ممتنا کا مادہ منت بمعنی قوت ہے یعنی کھڑے ہوئے آپ اونکی طرف جلدی سے

مشتدا فی ذالک فرحا بهم وقال ابو مروان بن سراج ورجحه

اونکی خوشی کے ساتھ فرحت ظاہر کرنیکو شدت سے اور کہا ابو مروان بن سراج نے اور اوسکو ترجیح دی ہے

القرطبی انه من الامتنان ان من قام له النبی صلی اللہ علیه وسلم واکرمه

قرطبی نے کہ اسکا مصدر امتنان ہے یعنی احسان رکھنا اسواسطے کہ جس شخص کیواسطے رسول اللہ کھڑے ہوئے

بذالک فقد امتن علیه بشئ لا اعظم منه ونقل بن بطال عن القابسی

اور اکرام اپنی اوسکا ساتھ اس قیام فرحت کی پس بیشک احسان کیا اوسپر بہت ہی بڑا احسان اور نقل کیا ابن بطال محدث نے

قوله ممتنا ای متفضلا علیهم بذالک وکانه قال امتن علیهم بمحبته قال

قابسی سے کہ لفظ ممتنا کی جو حدیث میں ہے حاصل معنی یہ ہے کہ اپنی اونپر تھا اس قیام کر اپنی مہربانی ظاہر فرمائی گویا احسان کیا آپنے اونپر بوجہ

عیاض جاء هنا ممتثلا یعنی بالتشدید ای مکلفا نفسه بذالک ـ

محبت کے ساتھ قیام فرحت فرمایا قاضی عیاض محدث تعبیر کہ ایک روایت مین لفظ ممتنا کی جگہ حدیث مذکور مین ممتثلاً کا لفظ بھی آیا ہے پس

اور یہ آپ تحریر فرما چکے ہین کہ اسکا کوئی ناسخ نہین پس مواقع خوشی اور بیان حمد و ثناء مبشر و منعم مین

خواہ وہ حقیقی ہو یا مجازی بنا علیہ بلا تکلف ایسا قیام اب بھی مستحب و مسنون ہوا لہذا گذارش ہے

کہ یا تو فقط یہ تحریر فرمائیے کہ تمہاری تحریر بکلہ درست ہے ورنہ قیام اضطراری اور بطریق سنت

بوسی ہونے پر قرینہ لفظی یا کسی شارح کے قول سے مطلع فرمایئے والسلام علیک آپکا نیاز مند

محمد دیدار علی حنفی معروضہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ ہجری ـ

مکتوب جوابی مولانا رشید احمد صاحب سلمہ

از بندہ رشید احمد بعد سلام مسنون آنکہ بندہ کو ایسی تحریر سے معذور فرماوین اور جو آپکے نزدیک

محقق ہے اوسپر عمل فرماوین فقط ۔
آب جب مکاتیب مولانا سے کلیتہً ہمکو یہہ اجازت ملگئی کہ جو آپ کے نزدیک محقق ہے
اوسپر عمل کرو اور بموجب حدیث ایک بخاری شریف یہ قاعدہ کلیہ ہے پایۂ ثبوت کو پہونچ
گیا کہ بوقت سننے کسی خوشخبری اور بشارت کے ہر ایک سننے والے کو جس کے نزدیک وہ بشارت
فی الواقع موجب فرحت وسرور ہے کہڑا ہو کر شکریہ بشارت سنانیوالے مجازی کا یعنی جو اوسکو
بشارت نامہ کو سناوے سنت تقریری ہے علی ہذا مثل حضرت عائشہ کے کہ اونہون نے بوقت
سننے اپنی پاکدامنی کی خوشخبری کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قطع نظر کرکے مبشر حقیقی یعنی
خداوندکریم کیطرف حضور رسول اللہ مین قیام کرکے شکر ادا کیا چنانچہ اس قیام کیطرف سیاق حدیث
بھی اشارہ کررہا ہے اور مولانا مخدوم مولوی رشید احمد صاحب بہی قیام حضرت عائشہ کا حضور
رسول اللہ مین اپنے اول خط مین اقرار کرچکے ہین خواہ یون کہو کہ بوقت سننے حضرت عائشہ
کے فرمان اپنے والدین کو واسطے کھڑے ہونے کے رسول اللہ صلی اللہ کے شکریہ کو حضرت
عائشہ نے استحقاق قیام اور شکریہ کا مبشر حقیقی خداوندکریم کے واسطے حضور رسول اللہ مین
اقرار کیا بہر نہج اسیطرح اگر کوئی بوقت سننے کسی بشارت کے سنانیوالے سے قطع نظر کرکے
اصلی بشارت رسان کا کھڑے ہو کر شکر ادا کرے خواہ تنہا ایک آدمی اگر وہ بشارت اوسکے
ساتھ مخصوص ہے مثل بشارت پاکدامنی کے کہ فقط حضرت عائشہ کے ساتھ مخصوص تہی
یا ہزار آدمی اگر وہ بشارت سب کیواسطے برابر یکسان بشارت ہے سنت تقریری ہے اسیطرح
مکاتیب مولانا ممدوح سے یہہ بہی خوب واضح ہوگیا کہ بموجب حدیث قیام رسول اللہ کا
بوقت دیکھنے عورتون انصار کی کسی شادی سے آتے ہوئے کھڑا ہونا بوقت دیکھنے کسی
امر فرحت کے اور کھڑے ہو کر خوشی ظاہر کرنا اور خوشی کرنیوالون کی صورت بناکر شریک
خوشی ہونا سنت فعلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے
کہ اگرچہ بشارت نزول قرآن ظہور اسلام پیدائش رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وہ بشارتین ہین کہ جنکی اظہار فرحت کیواسطے باتفاق اکثر مفسرین کے خود خداوندکریم نے اپنے

کلام واجب التعظیم والتکریم مین یون ارشاد فرماتا ہے قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون یعنے کہدے تو اے محبوب کہ ساتھہ فضل اللہ کے جو ظہور اسلام اور نزول قرآن ہے اور ساتھہ رحمت اوسکی کے جس سے مراد ذات مطہر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے مومنونپر لازم ہے کہ خوشی کرین اور اونکی خوشی مین اپنے مالکو خرچ کرین چنانچہ فرمایا ھو خیر مما یجمعون یعنی اس خوشی مین مالکا خرچ کرنا بہت بہتر ہے اوس سے جو وہ جمع کرتے ہین مگر بشارت ولادت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ بشارت واجب التعظیم والتفریح ہے کہ اس خوشی کا اظہار اس خوشی مین کھڑے ہوکر درود پڑہنیوالون ملائکہ کے ساتھہ مشابہت پیدا کرنا۔ اس بشارت کو مولدخوان سے جو بظاہر مبشر مجازی ہے سنکر مثل حضرت عائشہ رض کے بجانب مبشر حقیقی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغرض ادا رشکر ساتہ صلوۃ وسلام کے قیام کرنا یا اللہ کو مبشر حقیقی سمجہکر بجانب مبشر مجازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجبر اسے والدین حضرت عائشہ رض قیام کرنا اور صلوۃ وسلام کیساتھہ شکر بجالانا نہ نقط حب کمال ایمان بلکہ عین ایمان سے ہے بخاری شریف کی حدیث صحیح مین وارد ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین مومن ہوگا کوئی تم مین سے یہانتک کہ ہوجاون مین اوسکو پیارا زیادہ باپ سے اولاد سے تمام آدمیون سے اور ظاہر ہے کہ جب ادنی ادنی خوشیونکی خوشخبریون کے اظہار اور اونکے شکریہ ادا کرنمین

○ تفسیر کاشفی وغیرہ مین ہے۔ گفتہ اند کہ فضل قرآن ست ورحمت آنکہ یار از اھل آن گردانیدیا رحمت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مولف کہتا ہے کہ آیہ مذکور قل بفضل اللہ وبرحمتہ مین مراد رحمت سے آنحضرت صلی اللہ کی ذات مطہر لینا موافق ہے احادیث صحیحہ کے چنانچہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ آپنے فرمایا انما انا رحمۃ مہداۃ یعنی سوا اسکے نہین کہ مین رحمت ہون اور ہدایت فقط عفی عنہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہؓ نے حضرت عائشہ کی والدین سے قیام کیا
شکریہ بجالانے قیام کا امر فرمایا جسکی نزدیک رسول اللہ کے زیادہ پیاری ہو نگی جو بیہ
تن پابند سنت رسول اللہ ہوگا وہ بشارت رسول اللہ جلسہ اظہار فرحت حبیب اللہ
سنکر دیکھکر اس خوشی کو سب خوشیوں سے افضل اس بشارت کو ہردم بشارت تازہ
سمجھکر کیونکر شکریہ کھڑے ہو کہ نہ بجالاوے گا یہ تو وہ خوشی ہے کہ جس خوشی کے شکریہ مین
خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کو روزہ رکھتے تھے مسلم شریف مین ہے عن ابی
قتادة قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین فقال فیه ولدت وفیه
انزل علی یعنی حضرت ابو قتادہؓ سے مروی ہے فرمایا اونہون نے کہ سوال کیا گیا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے روزہ کی بابت یعنی پوچھا گیا حضور سے کہ آپ ہر پیر کو کیوں
سے روزہ رکھتے ہین پس فرمایا آپ نے کہ پیر ہی کے دن اللہ نے مجکو پیدا کیا ہے
اور پیر ہی کے دن میرے اوپر قرآن مجید نازل کیا گیا ہے بنا علیہ قسطلانی محدث
جو بخاری شریف کے شارح مستند ہین مواہب لدنیہ کے مقصد اول مین تحریر فرماتے ہین
وارضعته ثویبة عتیقة ابی لهب اعتقها حین بشرته بولادته علیه السلام
وقد رای ابولهب بعد موته فی النوم فقیل له ما حالک قال فی النار الا انه
انه خفف عنی کل لیلة اثنین وامص من بین اصبعی هاتین ماء وذالک
باعتاقی ثویبة عتیقة ابی لهب عندما بشرتنی بولادة النبی صلی اللہ
علیه وسلم قال ابن الجزری فاذا کان ابولهب الکافر الذی نزل القرآن
بذمه جوزی فی النار بذ الفرحة لیلة مولد النبی صلی اللہ علیه وسلم فما
حال الموحد من امته علیه الصلوة والسلام الذی یسر بمولده
یعنی ثویبہ نے جسنے دودہ پلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وہ لونڈی تھی ابولہب کی کہ
اوس نے سمجھا وقت سنانے ثویبہ کے بشارت پیدایش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سکے اونکو آزاد کردیا تہا پھر بعد مرنیکے جب ابو لہب خواب مین دیکہا گیا اور اوسکا حال اوس سے پوچہا گیا اوسنے کہا دوزخ مین ہون مگر پیر کو بوجہ خوشی ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ثوبیہ کو آزاد کردیا تہا تخفیف عذاب مین ہوجاتی ہے اور کسیقدر پانی ملجاتا ہے ابن جزری محدث فرماتے ہین کہ جب ابولہب کافر کو بوجہ خوشی ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخفیف عذاب ہو مومن موحد جو رسول اللہ کی شب ولادت کی خوشی کرین اونکا تو کیا ہی کہنا ہے اونکے مراتب کا بیان تو مستغنی بیان سے ہے اب رہا یہہ امر کہ جب بشارت ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت بشارت تازہ قابل فرحت و تعظیم ہے پھر جب تنہا کبھی پڑہی جاوے یا بلا انعقاد مجلس ذکر کیا جاوے بغرض ادائے شکر جب کیون نہین قیام کیا جاتا تخصیص مجلس میلاد سے کیا ہے تو ہم اوسکے جواب مین کہہ سکتے ہین کہ اگر کوئی کسی امر مستحب کو گھر کرے مسجد مین نکرے مثلاً نوافل چاشت گھر پڑہے مسجد مین نہ پڑہے یا ہزار یا پانسو کے ساتھہ مین کرے اکیلا نکرے یا تنہا بہی کرے اور سبکے ساتہہ مین بہی کرے انمین کوئی مواخذہ نہین کرسکتا کسواسطے مستحب کا حکم ہی یہہ ہے کہ جو کرے ثواب پاوے نکرنے والا ماخوذ نہین ہان جمع مین یا تنہا مستحب کے اہانت کرنیوالا غالبین فعل مستحب کو بدعتی کہنے والا خود بدعتی اور فاسق ہوتا ہے[1] علاوہ برین جو امور واجب ہین چونکہ اونمین بہی شارع علیہ السلام نے بغرض دفع حرج تخفیف کئے ہے چنانچہ سجدہ تلاوت ہر بار نہین ایک جلسہ مین لاکھہ بار پڑہو تب بھی ایکبار واجب ہوتا ہے علیٰ ہذا علما نے قیام شکریہ ذکر ولادت کو مع جواز دیگر مواقع معمول مجلس میلاد ہی رکہا فافہم - ہان البتہ امر مستحب کو اگر کوئی عقیدۃً واجب سمجہہ لیگا یا ایسا معاملہ اوس مستحب کیساتہہ ظاہر کریگا کہ جس سے وہ مستحب

---

[1] بخاری شریف مین ہے من قال لاخیہ المسلم یا کافر فقد باء بہا احدہما ان کان کما قال والا رجعت علیہ یعنی جسنے کہا اپنے بہائی مسلمان کو کافر اگر سچ کہا دونوں مین سے ایک کافر ہوویگا ورنہ کہنیوالے پر قطعاً کفر عود کریگا ۱۲ منہ

واجب اور لازم عقیدہ سمجھہ لیا جاوے بیشک یہ امر مذموم ہے اور اسی طرح اگر کوئی کرتا ہو علماء دیوبند اور مولانا رشید احمد صاحب نے اپنے فتوی مہری مین جو بجواب استفتار سکنا ورراج کو تحریر فرمایا ہے اور احقر کے پاس بجنسہ موجود ہے اور انشاء اللہ اوسکی نقل بھی درج آخر رسالہ کیجاویگی اوسی عقیدہ سے کرنیوالون مجلس میلاد اور قیام وقت ولادت کو منع کیا ہے نہ اونکو جو اونکے پیر طریقت جامع طریقت و شریعت مہاجر فی سبیل اللہ حضرت مولانا شاہ حاجی امداد اللہ صاحب کی طریق پر مستحب اور مستحسن سمجھکر لغرض ازدیاد ثواب ہمیشہ مجلس میلاد معہ قیام وغیرہ امور فرحت کرتے ہین چنانچہ حدیث مین وارد ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے قالت کانت عندی امرأة فدخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال من هذه قلت فلانة لا تنام تذکر من صلوتها فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مه علیکم بما تطیقون فواللہ لا یمل اللہ حتی تملوا قالت وکان احب الدین الیه الذی یدوم علیه صاحبه ـ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت کا جو اونکے پاس رہتی تہی رات بہر عبادت کرنے کا ذکر کیا آپ نے فرمایا نہین بقدر طاقت جسقدر نبہہ جاوے مناسب ہے اللہ کسیکو تکلیف نہین دیتا مگر جب خود آدمی تکلیف اختیار کرے فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ نے کہ حضرت کو امور خیر مین بیار از یادہ وہ طریقہ تہا جو ہمیشہ نبہہ سکے چنانچہ کرمانی شرح حدیث ہذا مین لکہتے ہین کہ ہمیشگی سکے یہ معنے ہین کہ روزانہ یا ماہوار جو عمل خیر کرنا شروع کر دیا ہمیشہ کرتا ہو کہ اکثر ہمیشگی کرنیسے عمل خیر کیطرف حصہ زیادہ ہوجاتا ہے اوس عمل سے جو کبہی ہو کبہی نہ ہو نقل اوس فتوی کی جسکا ذکر عریضہ اول مین کیا گیا ہے اور ہمراہ اوسی عریضہ کی ارسال خدمت مولانا کیا گیا تہا

عـه اور احادیث صحیحہ حاصل عبادت شروع جسے اپنے رسالہ سواطع الکلام مین بسط کیا تہا لکہی ہین فلینظر ثمہ ۔ منہ عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً - کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ جب کوئی جانور مثل گلہری وغیرہ کے کنوئین سے پہٹا یا پہولا برآمد ہوا اندرینصورت سارا پانی کنوین کا نکالا جاوسے یا فقط دوسو تین سو ڈول پر کفایت کیجائے جیسا کہ بعض رسائل مین مسطور ہے باوجود مدار اور ذی استعداد ہونے اہل محلہ کے اور بوقت متعذر ہونے اخراج سارے پانی کے سب پانی کیونکر نکالا جاوسے اور اگر باوصف علم ضعف روایت ہذا یا ماؤل ہونے روایت مسطور کے تین سو ڈول نکال کر اوسی کنوین کے پانی سے باوصف ہونے پانی موجودہ کنوین کی چار یا پانچہزار ڈول اوسی سے وضو کرتے رہے نمازین پڑہتے رہے وہ نمازین واجب الاعادہ ہونگی یا نہین بینوا توجروا -

الجواب ھو الموافق الصواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ سید المرسلین و علی آلہ و صحبہ اجمعین اللھم رب زدنی علما کوئی نجاست کنوین مین گرجاوے بقول راجح سارا پانی نکالا جائیگا نہ کہ دوسو تین سو ڈول کما فی الہدایۃ عہ واذا وقعت فی البیر نجاسۃ نزحت وکان نزح ما فیہا من الماء طہارۃ لہا باجماع السلف ومسائل البیر مبنیۃ علی الآثار دون القیاس علی ہذا جب کوئی جانور چہوٹا یا بڑا کنوین سے پہٹا یا پہولا برآمد ہو سارا پانی نکالنا چاہئے جیسے بوقت مرجانے بڑے جانور مثل بکری وغیرہ کے سارا پانی نکالا جاتا ہے چنانچہ ہدایہ مین ہے عہ وان ماتت فیہا شاۃ او آدمی او کلب نزح جمیع ما فیہا من الماء لان ابن عباس وابن الزبیر افتیا بنزح الماء کلہ حین مات زنجی فی بیر زمزم فان انتفخ الحیوان فیہا او تفسخ نزح جمیع ما فیہا صغر الحیوان او کبر

عہ چنانچہ ہدایہ مین ہے اور جب گرجاوی کنوین مین ناپاکی سب پانی نکالا جاویگا اور جسقدر اوسمین وقت نکالنے نجاست کے پانی موجود ہو جب وہ نکلجاوے کا کنوان پاک ہوجاویگا ساتھ اجماع سلف کے اور کنوین کے مسائل قول و فعل صحابہ کرام پر مبنی ہین ان مسائل مین قیاس کو قطعاً دخل نہین ہے عہ اور اگر مرجاوی کنوین مین بکری یا آدمی یا کتا جسقدر پانی اوسمین موجود ہے سب نکالا جاویگا اسواسطے کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس اور حضرت عبد اللہ بن زبیر نے فتوی دیا تہا سب

۱۲ پانی موجودہ نکالنے کا جب چاہ زمزم مین ایک حبشی گرکر مرگیا تہا پس اگر پہٹ جاوے کوئی جانور کنوین مین یا پہول جاوے سب پانی موجودہ نکالا جاویگا خواہ چہوٹا جانور ہو یا بڑا فقط -

انتہی - اور اگر بوجہ کثرت پانی کے بالکل صاف کرنا متعذر ہو تو دو عادل آدمیوں کے اندازہ کے موافق جنکو معاملہ پانی میں بصارت ہو پانی موجودہ نکلوایا جاوے پینید اجہار کرنیکی کچھ ضرورت نہیں کما فی در المختار وان تعذرت فرج کلہا لکونہا معینا فبقدر ما فیہا ابتداء النزح قالہ الحلبی یوخذ ذالک بقول رجلین عدلین لہما بصارۃ بالماء بہ یفتی جر قال الشامی شارحہ ہو الاصح کما فی درر وہو الصحیح وعلیہ الفتویٰ ابن کمال وہو المختار معراج وہو الاشبہ بالفقہ ہدایہ ای الاشبہ بالمعنی المستنبط من الکتاب والسنۃ [1] اور یہ حکم بوجہ قول کتاب و سنت یعنی قرآن اور حدیث کے موافق ہے اور روایت دو سو ڈول کی اسکے مقابلہ میں غیر معتبر ہے [2] یا ماؤل اور مقید بآبار بغداد لہذا صاحب ہدایہ نے صراحت کر دی فقال کانہ بنی قولہ علی ما شاہد فی آبار بغداد [3] اور صاحب مختار نے روایت دو سو تین سو ڈول کو بعد بیان روایت مذکورہ کے بلفظ قیل جو ضعف روایت کیطرف اشارہ ہے نقل کیا حیث قال ویفتی [4] بما بین الی ثلثمائۃ - اور نیز شامی نے شرح لفظ قیل میں خوب ہے تردید اور تضعیف روایت مذکورہ دو سو ڈول کے بعد بیان اقوال مختارین روایت مذاکی ہے چنانچہ شامی میں ہے

---

[1] وجہ مختار میں ہے اور اگر سب پانی کا لنے سے لوگ معذور ہوں اور شدید اجہار پانی نہ نکال سکیں بوجہ چشمہ دار ہونے کنوین کے تو جسقدر وقت نکالنے کے پانی موجود ہو سب نکالیں یہی قول حلبی کا ہے اور اوسکا دو مرد مسلمان عادل جو پانی کے اندازہ سے ماہر ہوں اندازہ کروالیا جاوے اسپر فتوی ہے شامی شارح درمختار فرماتے ہیں یہی قول اصح لکھا ہے کافی اور درر میں اور اسی روایت کو صحیح اور مفتی بہ لکھا ابن کمال نے اور مختار بیان کیا ہے اسی کو معراج میں اور صاحب ہدایہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ قول موافق ہے اوس مضمون کے جو قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہے -

[2] پس فرمایا بعد بیان روایت دو سو ڈول کے کہ یہ فتوی امام محمد کا اسوجہ سے ہے کہ بغداد کے کنوئیں میں اتنا ہی پانی انہوں نے مشاہدہ کیا ہے

[3] چنانچہ عنایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ بغداد کے کنوؤں میں دو سو ڈول سے زیادہ پانی نہیں ہوتا

[4] چنانچہ لکھا اور فتوی دیا گیا ہے دو سو ڈول پر تین سو تک

قوله قيل جزم به في الكنز والملتقى وهو مروي عن محمد وعليه الفتوى خلاصة

یہ جو در مختار میں ہے کہ بعض کا فتوی دو سو ڈول کی روایت پر ہے ایسا ہی کنز میں ہے اور ملتقی الابحر میں اور یہ قول امام

وتاترخانية عن النصاب وهو المختار معراج عن العتابية وجعله في العناية رواية

محمد کا ہے اور صاحب خلاصہ لکھتے ہیں کہ اسپر فتوی ہے اور ایسا ہی تاترخانیہ میں بنقل نصاب ہے اور بنقل عتابیہ صاحب معراج اس قول کو مختار

عن الامام فهو المختار والايسر كما في الاختيار وافاد في النهر ان المائتين واجبتان

لکھتے ہیں اور عنایہ میں اس روایت کو امام کی طرف منسوب کر کے مختار لکھا ہے اور بہت آسانی ہے بحوالہ کتاب الاختیار اور نہر الفائق میں ہے کہ

والمائة الثالثة مندوبة فقد اختلف التصحيح والفتوى وضعف هذا القول في الحلية

کہ دو سو ڈول نکالنا واجب ہے اور تین سو مستحب صاحب شامی فرماتے ہیں کہ مفتی بہ ہوتی ہے روایت دو سو ڈول اور کل پانی

وتبعه في البحر بانه اذا كان الحكم الشرعي نزح الجميع فالاقتصار على عدد

میں ان کتابوں سے معلوم ہوا کہ اختلاف ہے مگر دو سو ڈول کی روایت کو صاحب حلیہ اور بحر الرائق نے اس دلیل کیساتھ ضعیف لکھا ہے

مخصوص يتوقف على دليل سمعي يفيده واين ذلك بل المأثور عن ابن

کہ جب احادیث صحیحہ سے سب پانی نکالنا ثابت ہے پھر دو سو ڈول پر کفایت نہیں کر سکتی جبتک کسی حدیث قوی سے اوسکا ثبوت

عباس وابن الزبير خلافه حين افتيا بنزح الماء كله حين مات زنجي في بئر زمزم

ہو جاوے اور حدیث کیا کسی دلیل شرعی سے بھی بعض روا کا ثبوت نہیں بلکہ حضرت عبد اللہ ابن عباس اور حضرت عبد اللہ ابن

واسانيد ذلك الاثر مع دفع ما اورد عليها مبسوطة في البحر وغيره قال

زبیر سے اسکے برخلاف ثابت ہے کہ ان دونو صحابہ نے سارا پانی نکالنے کا حکم دیا تھا جب ایک حبشی چاہ زمزم میں مر گیا تھا اور

في البحر وكان المشايخ انما اختاروا عن محمد لانضباطه كالعشر تيسيرا كما

اس حدیث کی سندیں مع جواب ان اعتراضوں کے جو بعض نے کئے ہیں مفصل بحر الرائق وغیرہ میں لکھے ہیں اور بحر الرائق میں ہے

مر قلت لكن مر ويأتي ان مسائل الابار مبنية على الآثار فالاولى ان محمدا

کہ بعض مشائخ امام محمد کی روایت کو بطریق اندازہ کو اسطرح قبول کرتے ہیں جیسے دہ در دہ کے اندازہ کو حوض میں بغرض آسانی

شامی لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ پہلے بھی گذر چکا ہے اور آئندہ آویگا کہ کنووں کے مسائل آثار و احادیث پر مبنی ہیں علاوہ برین بوجہی مشایخ

انتہی مما شاہد فی آبار بغداد فانہا کثیرۃ الماء ولذا ما روی عن الامام من رجع ملاقی

فرماتے ہیں کہ امام محمد کا فتوی بغداد کی کنوؤں کے پانی کی اندازہ کے موافق تھا کہ اوس میں چونکہ پانی بہت تھا کو دہ در دہ

مثل آبار الکوفۃ لقلۃ مائہا فیرجع الی القول الاول لانہ تقدیر من لا مصارۃ

اور ایسے ہی امام صاحب کا فتوی کوفہ میں سو ڈول کا واسطے اندازہ کے موافق تو وہ کم ہو بایکے پس دو قول کا قائل اولی

وجبرتہا بالمولی تلک النواحی لا لکون ذلک سہا ثمانی آبار کل جہۃ واللہ اعلم

معلوم ہو گیا کہ کل پانی سو سو ڈول آدمیوں کے اوس کو نکلوا دیا جاوے جو اوس شہر کی پانی اندازہ واقف ہیں شہر کی ایک شہر

اور جب بصورت عدم تاویل و تقیید مرجوح ہونا روایت بدائع کا ثابت ہو گیا معلوم ہو کہ فتوی دینا

روایت مرجوح پر باوجود موجود ہونے قول قوی مدلل کے جہالت ہے اور خرق اجماع

کما فی در المختار والحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع قال الشامی

فی شرحہ قولہ بالقول المرجوح لقول محمد مع قول ابی یوسف اذا لم یصحح او یقو

وجہہ اور جب مقید یا غیر معتبر ہونا روایت دو سو تین سو ڈول کا بخوبی معلوم ہو

جن لوگوں نے باوصف علم عدم اعتبار روایت مذکور اوس پانی سے غسل و وضو

کر کے نماز پڑھی گنہگار ہوئے اور وہ سب نمازیں واجب الاعادہ ہوئیں بوجہ علم نجاست

آب بوجہ عدم اعتبار روایت دو صد و سہ صد واللہ اعلم وعلمہ اتم حررہ العبد الضعیف محمد دیدار علی الرضوی الحنفی

جواب صحیح ہے۔ جواب بہت صحیح ہے بلا اشتباہ ۔ المجیب مصیب ۔ صح الجواب

محمد دلاور علی حنفی	ابو محمد عبد الرحمن پنجابی ثم الالوری	محمد عبد الرحیم مفتی راج الور	محمد کرامت اللہ خان

۵+ چنانچہ در مختار میں ہے اور حکم اور فتوی دینا ضعیف قول پر جہالت ہے اور مخالفت اجماع کی شامی

قول ضعیف کی مثال میں فرماتے ہیں کہ جیسے قول امام محمد پر فتوی دینا مقابلہ امام ابو یوسف کے بلا بیان دلیل کے ++

واضح ہو کہ مولانا کرامت اللہ صاحب جو فی زمانہ آفتاب دھلی ہین اور مقتدا اور استاد بڑے بڑے عالمون کے جو مدرسہ حسین بخش پنجابی واقع دہلی کے واعظ ہین اس فتوی کی تائید مین معہ مہر مولوی جمیل صاحب چونکہ بہت بڑا فتوی مرتب فرما کر بھیجا تھا لھذا بغرض اختصار کہ رسالہ بہت دراز نہو جاوے اونکے دستخط پر فقط کفایت کی گئی فتوی میرے پاس موجود ہے یہ عبارت طویلہ اور جواب سب صحیح ہین مختصر یہ ہے کہ تفسخ حیوان سے جب کل پانی نجس ہو جاوے تو بصارت اہل البصیرت پر اعتماد کیا جاوے کہ پانی جدید کوئے مین ظاہر ہو جاوے یا تخمینہ کر کے اوسقدر پانی نکالدیا جاوے واللہ اعلم بالصواب ﴿

عبد الرحمن پانی پتی عفی عنہ
بقلم عبد السلام انصاری عفی عنہ
تحریر ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ یوم چہارشنبہ

یہ فتوی جب بخدمت مولانا رشید احمد صاحب گنگوھی ہمراہ عریضہ اول بھیجا گیا فتوی بلا مہر واپس فرمایا لھذا نقل لقیہ اوس مکتوب مولانا کی جو متعلق اس فتوی کی ہے نقل کیجاتی ہے اور بعدہ جو جواب استفتاء مرسلہ پر ہمراہ عریضہ مذکورہ تحریر فرمایا ہے معہ مضمون استفتا تحریر ہوتا ہے از بندہ رشید احمد بعد سلام مسنون آنکہ آپکا کرمت نامہ پہونچا در باب تطہیر چاہ آپ کے باب مین وسعت بہت مناسب ہے بلکہ ضروری ہے ورنہ بہت حرج ہو جاتا ہے چونکہ بہت علما کا فتوی اسپر بھی ہو چکا ہے اور تمام کے نکالنے مین دقت اور دشواری ظاہر ہے اگر بعض جگہ سہل ہو اور احکام شرع عموم پر ہوتی ہے تو سہولیت کی روایت پر فتوی دینا اور عمل کرنا بہتر ہے اور ہمارے دیار کے چاہ کثیر الماءِ ین گمان کرتا ہون کہ اور کے کنوین بھی ایسے ہی ہون تو فتوی امام محمد کا ایسے ہی چاہ مین دو صد دلو کا ہے چنانچہ آپ خود شامی سے آخر عبارت نقل فرماتے ہین اور قلیل الماء چاہ عرب اور پہاڑ کی ہوتے ہین بعض چاہ دہلی مین بھی بندہ نے

ایسے دیکھیے کہ پانی اوسکا جو موجود تھا دو سو تین سو ڈولوں کا ہوتا ہے سو اوسمین تمام آب نکالنا دشوار نہین ہوتا بندہ کو مدرسہ دار البقا دہلی کی چاہ کو دیکھا اور تجربہ کیا کہ وہ ناپاک ہوا تو اسقدر ڈول نکالی پھر اسقدر پانی اوسمین نہ رہا کہ ڈول اوسمین ڈوبا بعد دو تین پہر کے اوسمین پانی پھر جمع ہوا اور دوسرے روز پانی مثل سابق ہوگیا تو شامی یہ توفیق کرتا ہے کہ تمام آب کے نکالنے اور دو صد ڈولون مین توفیق حاصل ہے پس آپ بھی دو صد ڈول پر فتوی اگر دین اپنے ممالک مین تو قطع نظر سہولت کے مدعی حاصل ہے اور پھر امام صاحب کوئی تحدید نہین فرماتے رائے مبتلی بہ پر چھوڑتے ہین اگر کسی کو یہ ظن ہو جاوے کہ دو سو ڈول سے کم ہی مین سب پانی موجود نکل گیا ہے تو اوسکے نزدیک تو چاہ پاک ہوگیا الحاصل پانی کے باب مین وسعت ضرور ہے اور چاہ کے مسائل مین اسقدر تنگی صعوبت سے خالی نہین اسیواسطے صاحبین کے مذہب پر فتوی دیتے ہین اسقدر تشددانہ دور کی نجاست مین تمام فرش وظروف مسجد و محلہ ناپاک ہوتے ہین اور ثوب اور جس جس شے کو رطوبت لگے اور یہ خشک رطب شے کو لگا سب نجس ہوتا ہے تو سخت دشواری ہے فقط والسلام

نقل استفتاء مرسلہ ہمارہ عریضہ اولی معہ جواب مولانا صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم - کیا فرماتے ہین علماء دین اندرین باب کہ قیمت قربانی کی کھالون کی تعمیر مسجد مین صرف کرنا جائز ہے یا نہین اور اگر کسی کنوین مین مثل گلہری چوہے کے پھٹا یا پھولا جانور برآمد ہوسکے روز کی نماز پھیری جاوے اور اگر باوصف علم صحت روایت سارے پانی نکالنے کے اور ضعف اور مرجوحیت دو سو تین سو ڈول کے چند آدمی شدا دو سو ڈول نکلوا کر اوسی پانی سے نماز ادا کرتے رہین اونکو اون ایام کی نماز اعادہ کرنا لازم ہے یا نہین بینوا توجروا - الجواب من مولانا رشید احمد صاحب قیمت جلد اضحیہ کا تصدق کرکے فقیر کو مالک کرنا واجب ہے مسجد کی تعمیر مین صرف کرنا درست نہین جب کہ کسی

غیر کو مالک کر دیوے اور فقیر اوسکو اپنی طرف سے تعمیر مسجد مین صرف کرے تو درست
ہے فقط اور چاہ کے مسائل مین اسقدر تنگی بہت دشوار ہے دو سیو ڈول کی روایت کو
مرجوح کہنا لائق نہین کہ فمن کی روایت ہے خصوصا حرج اور تنگی ہین کہ پانی کی طہارت
ہندوستان اور عرب مین حسب قاعدہ نجاست و اخراج تمام پانی کے بہت سخت اور شوار
ہے الدین لیسر کے موافق سہولت کی روایت وقت تنگی کے لینا منع نہین اور دو سو ڈول
کی عامل پر الزام نہین ہو سکتا حنفیہ کو حررہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ **نقل اوس عریضیہ**
خاکسار کی جو بطریق استفتا الغرض دفع چند مشکلات لم ینحل کے جو بصورت تعمیل فتوی
مولانا اور افتخار نامہ مولانا کے لازم آتے ہین بخدمت مولانا ممدوح روانہ کیا گیا تہا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
از فقیر حقیر محمد دیدار علی الحنفی بوالنجدمت فیض موہبت حضور مجمع النور رافع السنت قامع البدعت
مصدر خیر و برکت مولانا و مرشدنا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ادام اللہ رشدہ وعلیکم السلام
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کرامت نامہ شرف صدور لایا نہایت ہی ممنون و مشکور فرمایا شوق حضوری
کو دو چند بڑہایا اگر چہ یہ ہے کل امر مرہون باوقاتہا امیدوار ہون کہ تا حضوری حضور اوقات
خاصہ مین دعا خیر سے محروم نرکہین المدعا حضور کی تحریر سامی ہم جیسے معتقدین اور آپکے
مقلدین کو تو کافی ہے مگر مخالفین خصوصا غیر مقلدین کی جوابدہی کیونکر ہوسکے اور ہمکو اپنا
اطمینان کرنا ضرور ہے وہ کہتے ہین کہ بصورت تقلید ہی ایسی صورت مین کہ جب روایت
بے دلیل پر بلا لحاظ قواعد فتوی و رسم المفتی عنہ فتوی دیا جاوے کئی قباحت لازم آتی ہین
ایک ترک اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول دوسرے باوصف تقلید شخصی ائمہ مجتہدین بلا قاعدہ
وضابطہ اپنی رای کے موافق مطلق العنانی حاصل جب چاہا روایت قوی مدلل پر
فتوی دیا جب جی مین آیا روایت ضعیف بے اصل پر حکم دیدیا تیسری لزوم اس امر کا
ائمہ و دین مجتہدین سے ایک مسلک ایک مذہب نہین کوئی امام ایک ہی مذہب کا سارا پابی

عنہ قواعد رسم فتوی دینے کے باب رسم المفتی سے آگے نقل کئے گئے ہین منہ غفرلہ

نکلوائے کوئی دو سو ہی ڈول پر بلا دلیل اڑ جاوے کہیں خود امام ہمام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان بنے بموجب روایات صحیحہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ و عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم سنا رنی پانی نکالنے کا جب رائے مبتلی بہم لینی اوس شہر کے دو آدمی عادلون کے اندازہ پر فتوی دین کہین کو فقہ مین سو ہی ڈول کفایت کرین ایک امام ایک ہی مذہب کا شراب مثلث[عہ] کو حرام کہے دوسرا امام منصف[عہ] کو حرام کہے مثلث کو حلال فرماوے تیسرے امام اوسی ایک مذہب کے اب انگور مین جہاگ اوٹہتے ہی حرمت کا فتوی دین لہذا جو شامی نے اکثر مطابقت اقوال بیان کے ہین اونسے پورا اطمینان ہوجاتا تہا اور اونکو جواب دینے مین بہت گنجائش تھی

عہ مثلث اوس انگور کی پانی کو کہتے ہیں جسمین جوش دیکر تہائی جلا دیا جاوے - منہ غفر اللہ لہ

عہ منصف اوس انگور کے پانی کو کہتے ہین جسکو جوش دیکر آدہا جلا دیا جاوے - منہ غفر لہ

عہ - واضح ہو کہ شامی وغیرہ کتب معتبرہ سے یہ امر خوب واضح ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کا کوئی قول مخالف آیہ کلام اللہ او حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین پایا جاتا اور اسیوجہ سے تمام بڑے بڑے شاگرد امام اعظم رحمہ اللہ کے جنکے بعض اقوال کتب فقہ مین بظاہر مخالف قول امام اعظم رحمہ اللہ معلوم ہوتے ہین سخت قسمین کہاتے ہین کہ ہمنے کوئی قول مخالف قول اپنے اوستاد امام اعظم رحمہ اللہ کے نہین کہا بلکہ جو کوئی قول بظاہر مخالف معلوم ہوتا ہے کچھہ نکچھہ ضرورت موافقت رکہتا ہے چنانچہ عنقریب یہ امر مفصلا معلوم ہوگا اسواسطے کہ پابندی قرآن وحدیث مین مرتبہ امام اسدرجہ بڑہا ہوا ہے کہ اگر آدمی کو ذرا سی بہی قابلیت ہوگی یقینا جان سکتا ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کا کوئی بہی قول مخالف قرآن اور حدیث اور اقوال و اعمال صحابہ کرام ہرگز ہرگز نہین ہوسکتا چنانچہ دیکہو کہ مسلک امام اتباع قرآن اور احادیث اور تحقیقات مسائل مین اس حد کو پہونچا ہوا ہے کہ شاید ہے کوئی اور امام کے برابر امام کے مرتبہ علم اور تحقیقات اور اتباع احادیث مین نکلا ہو مذکور فی التواریخ المعتبرۃ وکتب الشوافع والحنفیہ یعنی یہہ امر معتبر تاریخون اور حنفیہ او شافعیہ وغیرہ کی کتابون مین اچھی طرح ذکر کیا گیا ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مسلک امام اتباع احادیث اور آثار مین تو یہہ ہے کہ بمقابلہ اوس حکم کے جو کہ حدیث سے صراحتہ ثابت ہو گو ایسی ہی حدیث سے ہو کہ جو کمال صحت کو نہین پہونچی اوس حکم پر فتوی نہین دیتے کہ جو بطریق قیاس دوسری حدیث صحیح سے نکلتا ہے اور تقوی اور پرہیزگاری اور تحقیقات مسائل مین باوجود کمال پرہیزگاری اور اتباع قرآن اور حدیث کے بار بار اپنے برتاؤ مین یہہ امر ظاہر فرماتے ہین کہ حتی الوسع مینے کوئی قول

کہاں اتباع کتاب اور سنت اور تقوی اور پرہیزگاری امام کی
روایج دیتے ہیں یہی وجہ ہی کہ جو لوگ رتبہ امام کو نہ پہنچے
پہچانتے تھے جیسی کہ لکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ منع
کوئی قول مخالف قول امام کے
نہیں کیا اور کیونکر کرتے
جب ہو رہے
سے کو باطن اس قول سے کیسے کیسے اسی باطل تقلیدی چھوٹے
دو توجہ اگر دیوے مشکل رواج دیتے ہیں
بھی ناقص ہو ہمیشہ دو کہوتے ہیں مگر افسوس ہم زمانہ کو
سوبرسے کو نکالا ہو کسوٹی پر لگا کر تیز ہو جاتے الکہی ایسا نہیں کیا
سے مارو حسب طرح کہ سونے والا بار بار کہتا ہے کہ
دراصل مبالغہ کے قول میں مخالفت حدیث کے معلوم ہو اور کو پہنچے
کتاب نہیں کرو اسکے اور پھر باہم فرماتے تھے کہ اگر اس
جب تک کہ قول آخر نہیں پاتا تھا اور سو تک اور مسئلہ کو درج
متعلق سمجھے مناظرہ اور مشورہ ایک ایک ہفتہ نہیں کرتے تھے اور
بیان تمام آیات اور احادیث اور اقوال صحابہ کے جو اوس مسئلہ کے
جب قرآن اور حدیث کے امام صاحب اون چالیسوں کے ساتھ ہو
چالیس شاگرد جو مرتبہ اجتہاد کو پہنچ گئے تھے جب کہ ہر مسئلہ میں
فرماتے ہیں کہ امام صاحب کے ہزار شاگرد ہیں
مسند خوارزمی اور میزان شعرانی سے
واسطے حدیث کے نہیں کیا بلکہ
مخالف قرآن

کی ضرورت نہ رہی بولنا عبث ہے۔ شعر۔ دو چیز تیرہ عقل است دم فرو بستن بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی۔ صاحب شامی کتاب الجنایات ولو الجیہ اور آخر حاوی قدسی سے نقل فرماتے ہیں کہ بڑے بڑے شاگردان امام سے جنکو پایۂ قوت اجتہادیہ کا حاصل تھا اور جنکو مجتہد فی المذہب کہتے تھے مروی ہے کہ سب باتفاق سخت منع بہتے

بھلا آپ سے لزوم اور وجوب تقلید
کہ شاگردان ہر چہار امام سے اسکے
کبھی شاگرد امام کی طرف منسوب ہو فتوی دینا درست نہیں اور یہی وجہ تہا
جو امام صاحب کی طرف حقیقۃً منسوب ہے کبھی دو سرے قول پر جو لغایت
ادراک قوت اور ضعف دلائل پر قوت نہیں اوسکو بعبارۃ اوس قول کے
شاگردان امام اعظم ہیں یہی وجہ ہے کہ کتب معتبرہ میں لکہا ہے کہ جنکو
مثل یحیی بن یحیی علیہ الرحمۃ شاگرد امام مالک علیہ الرحمۃ یا امام محمد وغیرہ رحمہما اللہ
علیہ الرحمۃ وغیرہ ہیں یا اون لوگوں کی شان میں ہیں کہ جو مجتہد فی المذہب
کہ یہ روایتیں اون لوگوں کے شان میں ہیں جو مجتہد مطلق مثل امام شافعی
ہیں منقول ہیں اون روایتوں کی آخر میں عزو رشاہ صاحب ازالۃ کے بارے
قول سے عقد الجید میں حرمت تقلید یا تقلید کے جواز کے جواز
جو ترک تقلید جائز ہے اور تقلید کرنا مستحب ہے چنانچہ نقول علماء
رحمہما اللہ
بہتر ہے ثابت ہے اس رتبہ کے آدمی کو تقلید جائز نہیں کہ مجتہد فی المذہب
یہی ترجمہ باوجودیکہ عقد الجید وغیرہ
مخالف قول امام کے نہیں
کہ جس کسی قول
رتبہ علم اور پرہیزگاری اپنے امام کو ۱۸ نہ خود دریافت
کرسکے یا علماء محققین سے سنکر تقلیدا امام کو حجت
کر لیا چنانچہ عقد الجید میں مولانا
شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ
تحریر فرماتے ہیں
متقدم امام پر اوس شخص کو جسے
ایک تمیز علماء محققین کا اجماع اور اتفاق

[illegible]

بھیڑیا آدمی
کا ہے مثل بھیڑیئے بکری کے
کہ پکڑ لیتا ہے تنہا چلنے والی کو اور الگ ہونے والی کو اور
کنارے والے کو کہ طرف ہو گئے اور بچاؤ
اپنے آپ کو اوپر اور دوسری گھاٹیوں سے اور گھاٹیوں سے
اور لازم پکڑنا جماعت عام اہل اسلام کو اور نیز مسجدوں سے
سے بروایت عبد اللہ ابن عباس ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من عمل للہ
فی الجماعۃ فاصاب قبل اللہ منہ وان اخطأ غفر لہ ومن عمل یبتغی الفرقۃ فاصاب لم یتقبل اللہ منہ وان
اخطأ فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنی جس نے عمل کیا اللہ کے واسطے جماعت اہل اسلام کے طریق پر قبول کریگا
اللہ اور اس سے اور اگر خطا کریگا جماعت کیا تھم من اللہ اوسکو بخشیگا اور جسنے عمل کیا تو [illegible] واسطے
مخالف جماعت کے اور اوس عمل میں موافق امر حق کی رہا بوجہ مخالفت جماعت اللہ اوسکو قبول نہین کریگا اور اگر
خطا کی تو جگہ اپنے دوزخ مین ڈھونڈلی اور بمسند امام احمد حنبل مین ہے حضرت ابوذر سے قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنان خیر من واحد وثلاثۃ خیر من اثنین واربعۃ خیر من ثلاثۃ فعلیکم
بالجماعۃ فان اللہ لن یجمع امتی الا علی ھدی یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے دو بہتر ہیں ایک سے اور تین بہتر ہیں دو سے اور چار بہتر ہیں تین سے پس لازم پکڑو تم جماعت
کو اس واسطے کہ ہرگز جمع نہ ہوگی امت میری مگر ہدایت پر اور ان سب احادیث کے
قوت اور صحت پر علاوہ کثرت طرق کے بہت سے سندوں سے یہی مضمون
اکثر احادیث سے ثابت ہے یہ شاہد ہے قرآن مجید کا [illegible]
پنجم کے آٹھوین رکوع مین جہان اللہ جلشانہ اپنی
واسطے سے خدا و رسول کی اخبار اور
احکام کو بغیر فوت استنباط
اور بے سمجھے اور

[illegible] صالح
[illegible] حکمون کے بیان کرنے
ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم یعنی [illegible] اگر اون احکام کو بھی
[illegible] رسول اللہ کیطرف [illegible]
ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطان الا قلیلا [illegible]
فضل اللہ علیکم ورحمتہ [illegible] الذین یستنبطونہ منہم [illegible]
تفسیر ای [illegible] ارسال الرسول [illegible] الاختلاف [illegible] اولی الامر المستنبطین الا قلیلا یعنی [illegible]
علیکم ورحمتہ بارسال الرسول [illegible] موافق اسکے [illegible]
[illegible]

اور تبعتم الشیطان کے ہوجاتے مگر تھوڑے سے صاحب تفسیر رحمانی حضرت مخدوم علی مہائمی علیہ الرحمۃ وغیرہ محققین مفسرین و محدثین تفسیر آیہ مذکور مین تحریر فرماتے ہین ۴

اگر کوئی قول
سلف میں سے تحقیق
مخالفت قبل اسکے ہو تو محمول
تو یہ مجملہ ہی جاویگا کہ کسی سلطان مصنف
تحقیق کے نزدیک محقق ہو سکتا ہے کہ برہان اگر کوئی
قرآن مجید کی آیت شان امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں
تحقیق مخالفت قبل پر نقل دسے گا امت محمدیہ کی شان میں تو اتنا ارشاد
ایک حرف بھی ایسا نہیں نکلتا گو دوسرے پیغمبر کی امت کو قلیلا الا مومنون
قلیل من عبادی الشکور بلکہ مومنون الا قلیلا فرمایا ہو بہر صورت تحقیق
اسکی یہ بات کہ باوجود قسمیں کہانے اصحاب امام کے عدم مخالفت امام
کیا وجہ ہے کہ کتب فقہ میں بہت مسئلوں میں شاگردوں کو قول مخالف قول
امام منقول ہیں اسکا جواب اگرچہ بطریق قاعدہ کلیہ کے اول تحقیق میں بیان
ہوچکا اور اوسکی نظیر میں مسئلہ پیالہ کا اختلاف درج اصل رسالہ میں کر دیا گیا
اگر بوجہ توضیح پھر لکھا جاتا ہے کہ مختلف اقوال یا تو بظاہر مختلف ہیں اور واقع
میں موافق مثل مسئلہ مذکورہ پیالہ کے اصل رسالہ میں اور مثل مسئلہ مختلفہ ایلاء کے
دیگر دسکے چنانچہ شامی وغیرہ کتب معتبرہ فقہ سے ثابت ہے کہ اختلاف امام اور
شاگردان امام صاحب یہ ہے کہ نشہ کب پیدا ہوتا ہے دو
بیان لکھا ہے یا جھاگ آجاوین اوس وقت نشہ ہو
بوجہ اختلاف ہر شہر کے موسم
گرما اور سرما گرم اور سرد
شہروں سے ہے اور وقت نشہ پیدا ہونیکے باتفاق سب قسم کی شرابیں امام اور جمیع شاگردان امام کے نزدیک حرام ہیں گو عرب میں جس شیرہ یا عرق سے شراب بنے قبل نشہ کی ہی

مختلف امام محمد رحمہ اللہ
قول امام اعظم رحمہ اللہ قطعی منع کردیا لہذا قول اول منسوب امام اور قول ثانی منسوب
اور یہ رقیق تر نہیں کرتے اور بطریق سد وہ کے پہنچنے زمانہ والوں کو سے بچار
چنانچہ امام محمد رحمہ اللہ نے جب اپنے زمانہ کے لوگوں کو دیکھا اور دھوکہ
مگر اس زمانے اور وجوہ خطر میں پڑجانیکا اندیشہ پینا انکا اجازت
سے بوجہ ہر عنکاری کی اہل زمانہ کے اور وہ بھی زمانہ کی تصور نہ ہو
کہ اسطرح کی برا پینا ہے اور وہ زمانہ میں امام وقت سے دیکھا
جب کہ ایسے تمام الطریق دو اسکے چاہیں امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں
کہتے ہیں علی بن سعید شلث یعنی وہ جو بعض پکے ہوں خواہ پکے اور نہ ذا وسرا
محمدہ و عزیز بن شراب شیرہ انگور جھکو اوٹایا جاوے یہانتک جلا لیا ہو
مگر بعض پکا ہو سے جو اور دیکھا عرق شراب الخمر شراب اسکر نم ان شراب ہو جاتا
دونوں قول اور ماء کے مثل شربت کے منقہ شربت انار شربت الخمر شربت
ابن رشدی امام علیہ الرحمۃ کے قرآن اور حدیث
دین سے یا بوجہ ہے کہ بوجہ
اور یکو شراب کہتے

ترمذی شریف میں ہے عن عائشة قالت قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم ادرؤا الحدود عن المسلمین ما استطعتم
فان کان له مخرج فخلوا سبیله فان الامام
ان یخطئ فی العفو خیر له
من ان
سنگسار کرنا ہی نہیں مارا جانا ہے بوجہ اتباع حدیث صحیح کے
نزدیک بھی کہ اوس شخص کو بوجہ شبہ نکاح کے حد شرعی جو رجم یعنی
محل نکاح نہیں لہذا نکاح کالعدم سمجھا گیا امام اعظم علیہ الرحمۃ
ہو گیا اگر وہ عورتیں یعنی ماں بہن وغیرہ جنکے نکاح قطعاً حرام ہیں ہو نا
نہیں ہوتا اور دوسری شکل میں اگرچہ نکاح مع گواہ وغیرہ کے ہوا لیکن
پائی جاتی ہے شرط نکاح کی کہ وہ دو گواہوں کا ہونا ہی نکاح منعقد
کہ جو حرمتی بتنے والی عورت سے ضرور واقع ہوتا سمجھا گیا ہو
بوجہ شبہ نکاح کے کہ اصل میں نکاح ایجاب و قبول ہی
عورتیں حرام ہیں جیسے ماں بہن اور لیکے نکاح کرے جن عورتوں کی
روز یا مضر دو یا تین گیارہ کے واسطے اجارہ لیکر زنا کرے یا جو
جو اجنبی عورت سے پھرتی پھیرا کر دراوسکو دینار
کی ہر اوس شخص کی حد مارنے کی بابت
دو آدمیوں میں اسی طرح کا جو نکاح
پیدا ہو

یخطئ فی العقوبة یعنی حضرت عائشه صدیقه فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم نے بچاؤ تم مسلمانوں کو حد مارنے سے جہاں تک ممکن ہو اگر کوئی بھی اونکے بچاؤ کی شکل نکلے اونکو چھوڑ دو اسواسطے کہ امام معاف کرنے میں اگر خطا کرے بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ عذاب دینے میں خطا کرے مگر اسکے ساتھ یہہ بھی فرماتے ہیں کہ سزا نمارنے یعنی سنگسار نکرنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ اوسکو مطلقاً کوئی بھی سزا نہ بجائے بلکہ لازم ہے کہ امام بحسب مصلحت جو چاہے سزا دے تاکہ پھر کوئی ایسا بد کام نکرے چنانچہ

ایک حدیث صحیح
میں وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس شخص کو جس نے
پھر کا زمانہ میں بوجہ قرب زمانہ جاہلیت کے اپنی
ماں سے زنا کر لیا تھا سنگسار تو نہیں فرمایا مگر اوسکا سر کٹوا منگایا
پس صحیح منشا قول امام کا ہوتے معترض اس حدیث کے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ ماں یا بہن سے زنا کرنا ایسا بد گناہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے
کہ چھتی والی عورت یا بہن سے زنا کی حد جو بقدر دس درہم کے مکان
جسکی سزا کی کوئی حد مقرر نہیں کی جیسے چوری کی حد اور شراب خوار کی حد ہے
مخصوص ہے ہاتھ کاٹنا ہو ہمیشہ مقرر فرمایا اور
دی ہیں فرما دے اسیواسطے امام اعظم رحمہ اللہ اپنی زمانے کی نسبت ایسی
صورتوں میں تعزیر یعنی سزا دینے کا بحسب مصلحت فتویٰ دیتے ہیں اور
حد مارنے سے منع فرماتے ہیں بوجہ ہونے اوس زمانہ کے زمانہ
خیر و برکت اور غالب ہونے خوف خدا کے اہل زمانہ پر بمقتضا وقت
زمانہ رسول اللہ کے اور ظاہر ہے کہ تعزیر بعض اوقات حد سے بھی
زیادہ موجب تکلیف ہو جاتی ہے چنانچہ دیکھو لواطت یعنی لونڈے
بازی کی سزا میں یعنی حد تو نہیں مگر کسقدر سخت سزا
الا دونوں سے منقول ہے کہ خواہ اون دونوں کو
یا بلند عمارت سے گرا دو خواہ
دونوں کو باندھ کر
روئی

[illegible]

[illegible]

کہ جب بہوک سے مرنے کی نوبت آجاوے بقدر جان بچانیکے مردار خواہ وہ سور ہو یا مردہ آدمی کا رکہانا

[illegible]

سے شفا ہو جاوے جبتک یقین نہین ہو سکتا تو آیات کا ناپاک چیزون سے لکہنا چہونا بہی درست نہین ہو سکتا یہ قول ایسا ہے جیسا قرآن مجید مین اللہ جلشانہ فرماتا ہے لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا یعنی زمین آسمان مین سوا خداوند کریم کے اگر اور خدا بہی ہوتے تو ضرور زمین آسمان بگڑ جاتے مگر زمین آسمان نہین بگڑے تو یقیناً معلوم ہوگیا کہ خدا بہی بجز ایک خداوند کریم کے کوئی دوسرا زمین اور آسمان مین زمین آسمان پیدا کرنیوالا نہین ہے دیکہو کتب معتبرہ فقہ کو جنمین مسائل مع دلائل لکہے ہین اللہ رحم کرے اون لوگونپر کہ بعض روایات کتب فقہ پر بغیر دریافت کرنے اونکے دلائل اور مواقع کے اعتراض کر بیٹہتے ہین اور رحم کرے اون پر جو ہر روایت فقہی پر بلا رعایت قواعد رسم المفتی فتوی دیکر مورد اعتراضات بنتے ہین اور سہلے جمہور علما متقدمین کو بہی اپنے ساتہہ مورد اعتراضات جہلا کے بنو لیتے ہین فافہم وتدبر منہ عفی اللہ عنہ وغفر اللہ لہ ولوالدیہ ومشائخہ واساتذتہ وتلامذتہ وعشیرتہ واحبابہ اجمعین آمین آمین آمین ؛

چنانچہ مطابقت اون قولون کی جو اسی مسئلہ کنوین مین جسکی تحقیق ہو رہی ہے جو کچہہ معتبر کتابون سے سمجہہ مین آئی ہین وہ یہ ہے کہ بغداد کے کنوئین مین محمد رحمہ اللہ نے جو دو سو ڈول کا فتوی دیا ہے اوسکو شامی لکہتے ہین بوجہ کثرت پانیکے تہا اور کوفہ مین فتوی

امام صاحب کا سو ڈول پر بوجہ کمی پانی تک کے اور پھر ابد اس نقل کے تحریر فرماتے ہین کہ آل
ان دو نو قولون کا قول اول سے یعنے ان تعذر نزح کلہا فبقدر ما فیہا وقت النزح یوخذ ذالک
بقول رجلین عدلین ہی کیونکہ ہے حیث قال فیرجع الی القول الاول لان التقدیر ممن لہ بصارۃ
وخبرۃ بالماء فی تلک النواحی لا الکون ذالک لازما فی آبار کل جہۃ واللہ اعلم
مگر یہہ قول شامی کا کوفہ کے فتوی مین سو ڈول پر بوجہ قلت پانی کے تو خوب واضح ہے
اسواسطے کہ لفظ قلت یعنی کمی سے یہ امر ظاہر ہے کہ اوتمین سو ڈول ہی پانی تہا مگر بغداد کا فتوی
امام محمد رحمہ اللہ کا دو سو ڈول پر بوجہ کثرت پانیکے بموجب قول شامی تمام پانی موجودہ نکالنے
کے قول کیساتہہ موافق اور راجع اوسوقت ہوگا جب بغداد کے کنوون کی کثرت پانی کی
اسطریق پر پائی جاوے کہ اونمین پانی موجودہ بقدر دو سو تین سو ڈول کے ہوتا تہا گو کھینچنے
سے گو کتنا ہی کہینچو ٹوٹتا نہ تہا چنانچہ ایسے بعض کنوین سلاقہ الور مین بہی موجود ہین کہ جب پانی
اونکا ناپا جاوے دو تین ہاتہہ ہوتا ہے اور پھر ڈول دولا ونسے نہین ٹوٹتا بلکہ موضع
جٹیانہ تحصیل الور مین قریب ندی کے ایک کنوان ہے جسمین دو تین ہاتہہ پانی رہتا ہے اور بوجہ قرب
ندی کے آٹہہ لاوون سے بہی اوسکا پانی نہین ٹوٹتا قصبہ اکبرپور تحصیل الور کی متصل جاند
پہاڑی کے ندیکی قریب ایک کنوان ہے جسمین ہمیشہ تین چار ہاتہہ پانی رہتا ہے کہ جو تخمیناً
تین سو ہی ڈول ہوگا مگر بوجہ قرب ندی دو لاؤ اوسمین چلتے ہین اور شام تک پانی کم نہین
ہوتا علی ہذا بغداد کے کنوین بوجہ قرب دریا دجلہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی ہی کثیر الماء ہونگے
کہ کتنا ہی پانی کہینچو گر بوجہ قرب دریا دجلہ کم نہو اور اگر پانی موجودہ ناپا جاوے تو فقط دو سو

عہ خلاصہ مطلب اس ساری عبارت کا یہ ہے کہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ تین سو ڈول کی روایت اور ساری پانی
نکالنے کی روایت تینو روایتون سے مقصود ایک ہی ہے یعنی سارا پانی جسقدر کنوین مین موجود ہو اندازی
سے نکالنا اسواسطے کہ دو سو تین سو ڈول کی روایت اون لوگون سے منقول ہین جنکو اون شہرون کے
پانی کا اندازہ معلوم تہا کہ اون شہرون کے کنوئین اتنا پانی ہوتا ہے نہ یہہ کہ اور سب شہرون مین
عمل کرنا لازم ہو اسواسطے کہ انہین لوگون سے سارا پانی نکالنے کی روایتین نہایت مضبوط طریق سے منقول ہین
چنانچہ رسالہ بدلسے ظاہر ہے اور سوچ سمجھکر دیکہیگے تو ظاہر ہوگا منہ غفر اللہ لہ

تین سو ڈول ہی ہو چنانچہ تصریح اور تصدیق مضمون ہذا بعینہٖ عبارات ہدایہ اور عنایہ
اور درر غرر ملا خسرو رحمۃ اللہ سے خوب ہی ظاہر ہے صاحب ہدایہ ہدایہ میں تحریر فرماتے
ہیں وان کانت البیر معینۃ بحیث لا یمکن نزحہا اخرجوا مقدار ما کان فیہا من
الماء وطریق معرفتہ ان تحفر حفرۃ مثل موضع الماء من البیر ویصب فیہا ما ینزح
منہا الی ان تمتلی وہذا عن ابی یوسف رحمہ اللہ وعن محمد رحمہ اللہ ینزح
مائتا دلو الی ثلثمائۃ دلو فکانہ بنی قولہ علی ما شاہد فی بلدہ انتہی وفی العنایۃ قال فی غالب آبار بغداد
لان آبار بغداد لا تزید علی ثلثمائۃ دلو انتہی وفی الدرر والغرر لملا خسرو
رحمہ اللہ اذا انتفخ فیہا حیوان دموی الخ فینزح کلہا او ان
تعسر نزح کلہا فقدر ما فیہا ای فینزح قدر ما فیہا
من الماء فیفوض فی نزح قدر ما فیہا الی ذوی بصارۃ ای رجلین لہما
شعور ومعرفۃ فی حال الماء بای مقدار قالا انہ فی البیر ینزح ذالک المقدار
ہو الاصح الاشبہ بالفقہ لکونہما نصاب الشہادۃ الملزمۃ اھ وقیل فینزح
مائتا دلو الی ثلثمائۃ دلو وہو مروی عن محمد افتی بما شاہد فی بغداد لان آبارہا
کثیرۃ الماء لمجاورۃ دجلۃ انتہی

ترجمہ اور اگر ہو کنواں چشمہ دار کہ جسکا پانی بیندا جھاڑ نکلنا ممکن نہو جسقدر وقت کھینچنے کے پانی موجود ہو
اندازہ سے نکالیں اور اندازے کا طریق امام ابو یوسف رحمۃ اللہ سے اسطرح مروی ہے کہ جس
قدر پانی گہرا او عرض و طول میں کنوین میں ہو اوتنا ہی ایک گڑھا کہدوا کر پانی کہینچکر اوسکو بھر دیں خواہ
بیندا جھاڑ ہو یا نہو خواہ اوس سے بہی زیادہ پانی جیرہ آوے — اور امام محمد رحمۃ اللہ کا اندازہ یہ ہے
کہ دو سو ڈول سے تین سو تک پانی نکلوا دیں مگر یہہ اندازہ مبنی ہے اونکے مشاہدہ اور دیکھنے پر
فقط اپنے شہر کے کنوؤنکو اسیواسطے صاحب عنایہ اسکی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ اندازہ
باعتبار اکثر کنوؤن بغداد کے ہے اسواسطے کہ بغداد کے کنوؤن میں تین سو ڈول سے
زیادہ پانی نہیں ہوتا فقط اور درر غرر میں ملا خسرو علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ جب پہول جاوے
کنوین میں خوندار جانور سب پانی نکالا جاوے گا یعنے بیندا جھاڑ کیا جاوے گا اور
اگر غیر ممکن ہو پس اندازہ سے موجودہ پانی کنوین کا نکالیں اور اوسکا اندازہ ایسے دو آدمیوں
سے کرا دیں جنکو پانی کے معاملہ میں اندازہ کرنیکا ملکہ کامل حاصل ہو جتنا وہ کنوین میں پانی بتا دیں
اوسکے مطلقاً نکلجانیکا جتنے ڈول یا لاؤ کا اندازہ بتا دیں نکالا جاوے اور یہی قول بہت صحیح ہے اور نیز نہایت
ساتہ سمجھہ قرآن اور حدیث کے بسبب ہونے دو آدمیوں کے اندازہ کے پوری گواہی کہ جس سے اگر

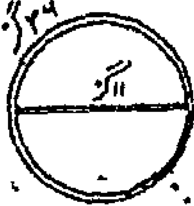
اور ہوئی ملک مصرح ہے اسی مضمون کو جو روایت امام محمد رحمہ اللہ سے منقول ہے
کفانہ من قال محمد اذا وقع فی البئر ذنب فارة فانہ ینزح جمیع الماء لان موضع القطع
لا ینفک عن نجاسة مائعة بخلاف ما اخرجت قبل الانتفاخ اھ اور عبارت
شرح وقایہ سے بھی یہی مطلب نہایت واضح طور پر ثابت ہے حیث قال عسہ بیر وقع
فیہا نجس او مات فیہا حیوان وانتفخ او تفسخ او مات فیہا آدمی او کلب
ینزح کل مائہا ان امکن والا فقدر ما فیہا فی الاصح بقول رجلین عدلین
لہما بصارة فی الماء ومحمد قدر بمائتی دلو الی ثلثمائة انتہی۔ لامحالہ بنظر روایات مذکور
حسب بوضاحت تمام معلوم ہو چکا کہ آل دو سو تین سو ڈول کا بھی نکالنا تمام پانی موجود
کا ہے عبارت درمختار جو قیل یفتی بمائتین الی ثلثمائة کے آگے ہی وہو الایسر وذلک
احوط اسکا مطلب بھی خوب واضح ہو گیا اور وہ یہہ ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ کی طرح
ابدا دالکر کنوؤں کا کرکے بقدر ماء الموجود دو سو پانسو ہزار جسقدر ڈول اگر کنووں شہر کا پانی
موجود ہو اوس مقدار معین پر فتوی دینے مین عوام کو آسانی ہے اور احتیاط اسی
مین ہے کہ ہر کنوین کا دو عادل اصحاب بصارت الماء سے علحدہ اندازہ کر کے پانی
نکلوایا جاوے چنانچہ علامہ حلبی اپنی کتاب غنیة المستملی شرح منیة المصلی مین تحریر فرماتے
ہیں کہ دو سو خواہ تین سو یا پانسو یا ہزار معین کر کے مطلقا تمام کنوون ہر شہر کیواسطے

عسہ دیا امام محمد رحمہ اللہ نے کہ جب گر جاوے کنوین میں دم چوہی کی کٹ کر سارا پانی موجود کنوین
کا نکالا جاویگا اسواسطے کہ بالضرور دم کٹنے کی جگہ بہتے ہوے پتلی نجاست سے جو خون ہے خالی
نہین ہونے پر بخلاف اوس وقت کے کہ قبل پھولنے کے چوہا نکال لیا جاوے فقط انتہی اسیطرح
اگر قبل پھولنے پھٹنے کے اگر چوہے یا چڑیا کی مقدار کا جانور مردہ نکال لیا جاویگا تو فقط بیس یا تیس ڈول
دو پانی نکالنے سے پاک ہو جاویگا جیسے کہ تریا بلی کی مر رہا اور مردہ ہونے پھٹنے سے پہلے
نکال لیا جاوے تو پچاس ساٹھ ڈول نکال دے سے کنواں پاک ہو جاتا ہے اسیطرح درمختار
کبیری وغیرہ کتب فقہ مین مفصل [illegible] والدیہ [illegible] چنانچہ فرمایا جس کنوین میں نجاست
گر جاوے یا کوئی جاندار مر جاوے اور پھول جاوے یا پھٹ جاوے یا آدمی یا کتا مر جاوے تو سارا پانی نکالا جاوے
گا اگر ممکن ہو ورنہ پانی موجود اندازے سے نکالا جاویگا اور صحیح تر یہ ہے کہ دو مرد سادہ [illegible] پانی کے
سوالمین سمجھے ہون کل پانی کا اندازہ کروا لیا جاوے گا اور امام محمد نے اندازہ پانی کا دو سو تین سو تک

فتوی دینا ناجائز ہے بلکہ اکثر کنوؤن ہر شہر کو دیکھکر اوسکی مقدار پانی موجودہ کا ہزار خواہ سو یا کم جتنی ڈول ہون اندازہ بتلادینا آسانی کی بات ہے آدمیون پر ورنہ احتیاط تو ہر کنوین کے علحدہ اندازہ مین ہے کما ہو ظاہر من سیاق عبارتہ وہو ہذا عـہ
نعلی ہذا لا ینبغی الفتوی بمائتین ونحوہا مطلقا بل ینظر الی غالب آبار البلد ویعد لہ لیسر علی الناس والاول وہو اعتبار مقدار الماء فی کل بیر علیحدۃ احوط
انتہی اور نظر ترجمہ درمختار المسمے بغایۃ الاوطار مولانا محمد خرم علی صاحب مرحوم عـہ اور مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی برادر مولانا مظہر صاحب اور مولانا مظہر صاحب مرحوم علماے دیار آنمخدوم کا بھی یہی فتوی معلوم ہوتا ہے۔ اور مولانا واستاذنا رئیس المحدثین استاد مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرتنا مولانا احمد علی صاحب مرحوم مغفور محدث سہارنپوری کے فتوی اجوبہ سوالات خمسہ سے بھی کہ جسکی نقل زبان طالب علمی کی کی ہوئی اتھ کر پاس موجود ہے جواب سوال رابع سے یہی فتوی مولانا مرحوم کا بھی ظاہر ہے عـہ ۔

عـہ اور یہ امر ظاہر ہے سیاق عبارت متعلق سے وہ یہ ہے پس اس صورت مین نہین لایق ہے فتوی دینا دو سو یا کم وبیش پر ہر کنوین مین بلکہ دیکہا جاوے اندازہ کر نیمین اکثر کنوون شہر کی طرف یہ آسان ہوگا لوگون پر اور اول یعنی اندازہ کرنا ہر کنوین کا علیحدہ اسمین احتیاط ہے فقط۔
عـہ چنانچہ غایۃ الاوطار مین تحریر فرماتے ہین مترجم کہتا ہے دوسرا قول امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب اونہون نے دیکہا کہ تعداد کنوئین مین تین سو ڈول سے زیادہ نہ تھی تب یہ فتوی دیا لیکن یہ قول ضعیف ہے اسلئے کہ نجاست کے سبب سے حکم شرع یہ ہے کہ سارا پانی نکالا جاوے تو عدد مخصوص پر اقتصار کرنا ظاہر ہونے مین بلا دلیل سمعی کیونکر مقبول ہو بلکہ ابن عباس اور ابن زبیر سے مخالف اسکے منقول ہے ایسا ہے طحطاوی مین بحوالہ بحر الرائق منہ عفی اللہ لہ ✤
عـہ اور وہ فتوی یہ ہے جو عورت حائضہ کہ اوسکے بدن پر نجاست نہین بعد غسل کی حیض سے یعنی بعد پاک ہونیکے حیض سے غسل کرنے اگر چاہ صغیر مین داخل ہو اور زندہ برآمد ہو جیسا کہ سائل نے کہا ہے کہ کوئی نجاست حکمی یا حقیقی اوسکے جسم اور کپڑے پر نہو تو اسصورت مین چاہ بلا ریب پاک ہے اور جو نجاست حقیقی جسم اور کپڑے پر نہو مگر غسل بعد اختتام ایام حیض نکیا ہو تو اس صورت مین اختلاف ہے فتوی اسپر ہے کہ چاہ پاک ہے اور نجاست حقیقی اوسکے بدن یا کپڑے پر ہو تو چاہ ناپاک ہے تمام پانی نکالنا ضرور ہے انتہی عبارتہ واضح ہو کہ چاہ

کی قید مولانا نے اسواسطے لگائی ہے کہ سوال میں یہ عبارت درج ہے اور جیا دہ دردہ بھی نہین ہے تو آب چاہ پاک ہے یا ناپاک اس سے یہ امر ظاہر ہے کہ چاہ کبیر یعنی جو کنوان دہ دردہ ہو اوسکا اور حکم ہے چنانچہ درمختار شرح تنویر الابصار مین ہے اذا وقعت نجاسۃ فی بیر دون القدر الکثیر علی ما مر ولا عبرۃ للعمق ینزح کل مائہا انتہی مختصرا بقدر الحاجۃ یعنی جب کنوین مین جسمین آب کثیر نہیں ہے نجاست گرجاوے کل پانی نکالا جاویگا اور آب کثیر کی مقدار پہلے بیان کی گئی اور گہراؤ اوسکے اعتبار سے کثرت آب کا بموجب قول مختار کچھہ اعتبار نہین ہے شامی اس جملہ کی شرح مین تحریر فرماتے ہین کہ آب کثیر کی مقدار جو پہلے گذری وہ یہ ہے کہ یا تو پانی دہ دردہ ہو یا اتنا ہو کہ دیکھنے والے کی نزدیک حرکت وضو سے یا ہاتھہ سے اوسمین ادھر کی نجاست دوسری کنارے تک نہ پہونچے اور یہی قول اخر صحیح اور مختار ہے نزدیک امام اعظم اور اونکی دونوں شاگردونکی اور یہی ظاہر الروایت ہے صاحب درمختار تحریر فرماتے ہین کہ بحر الرائق مین ہے کہ یہی مذہب ہے اور اسی پر عمل ہے اور تقدیر دردہ کی جو امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے اوسکی بھی یہی معنی ہین کہ اون کے تجربہ سے دہ دردہ مین اس کنارے کی حرکت سے دوسرے طرف نجاست کا اثر نہین جاتا اور دہ دردہ مین گز سات مٹھی کا معتبر ہے کہ جو پورا ایک ہاتھہ بیچ کی اونگلی سے اور چار اونگل ہوتا ہے اس گز سے چوکور حوض مین یہ شرط ہے کہ چارون طرف دس دس گز ہو تا کہ کل عرض طول پانیکا سو گز ہو جاوے اور اگر شکل کنوین کے گول حوض ہو یا کنوان ہی دہ دردہ ہو تو ضرور ہے کہ اوسکا قطر یعنی بیچا بیچ کا خط گیارہ گز ہو اور گردہ چھتیس گز اسطرح ....



تا کہ حساب سے عرض طول پانیکا وہی سو گز ہو جاوے اسیطرح شامی اور کبیری شرح منیۃ المصلی مین ہے فقط غفر اللہ لہ ولوالدیہ ✤

بہر تقدیر فتوی کیسا کچھہ ہی ہو مگر ہماری غرض تو یہ ہے کہ ہم مقلدین یا مندان سنن سید المرسلین پر یہ حرف نہ جاوید ہو کہ ہم نرے اقوال ضعیف بی دلیل کے عامل ہین اور ہمارے امام کے بعض اقوال جو شاگردونکیطرف منسوب ہین بلا دلیل قرآن و حدیث نرے عقلی بھی ہین مثل روایت دوسو ڈول کی بصورت عدم تطبیق اور یہ کیونکر ممکن ہے جس حالت مین مذہب امام یہ ہو کہ حدیث ضعیف کے ہوتے ہوئے قیاس پر عمل نفرماوین یا آنکہ قیاس ایسے حکم پوشیدہ کو جسکی نکلنے پر ہم متحقق دم نہین

ظاہر کر دینے کو کہتے ہیں نہ یہ معنی کہ نری عقل سے کوئی حکم ثابت کر دینا چنانچہ قاعدہ فتوی دینے کے جو باب رسم المفتی شامی وغیرہ میں درج ہیں ہماری متبع قرآن و حدیث ہونے پر بصورت تقلید شخصی اور متبع مسلک واحد ہونے پر بہت بڑی دلیل ہیں چنانچہ در مختار میں ہے علہ والا صح کما فی السراجیۃ وغیرہا انہ یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث ثم بقول زفر والحسن بن زیاد وصحح فی الحاوی القدسی قوۃ المدرک اھ وقال الشامی فی شرحہ لدر المختار والذی یظہر لی فی التوفیق ای بین ما فی الحاوی القدسی و ما فی السراجیۃ ان من کان لہ قوۃ ادراک لقوۃ المدرک یفتی بالقول القوی والا فالترتیب علاوہ برین قطع نظر مخالفین سے ہماری علما جو روایات مذکورہ عنایہ وغیرہ پیش کریں ہمکو بمقابلہ اونکی روایت ترجیح جمیع الماء مختار اکثر فقہا مدلل بحدیث عبد اللہ بن عباسؓ و عبد اللہ بن زبیرؓ و سودہؓ ولی کی روایت کی تقویت پر کونسی دلیل ہے اور بصورت عدم موجودگی دلیل روایت مفتی کو بلا توفیق مسطور فتوی دینا موجب ایقاع اختلاف بین المسلمین ہے اور یہ جو حضور نے تحریر فرمایا کہ متن کی عبارت ہے بیشک کنز اور ملتقی دونو متن ہیں مگر علاوہ برین کہ معنی عبارت کنز و ملتقی وغیرہ بھی مطابق عبارت ہدایہ و عنایہ وغیرہ ہو سکتے ہیں بعض متون خصوصاً متن کنز پر بلا امداد شرح کیا فتوی لیسکتے ہیں دیکھیے کنز کے باب المہر میں سے ولہا منعہ من الوطی والاخراج للمہر یعنی عورت بعوض مہر کے جب تک شوہر مہر ادا نکرے شوہر کو جماع سے

علہ در مختار میں ہے اور صحیح تر یہ ہے جو مادہ فتوے سراجیہ وغیرہا میں لکھا کہ اول فتوے مطلقاً اوس قول پر دیا جاوے جو امام کیطرف منسوب ہے پھر قول دوسرے امام یعنی قول ابو یوسف رحمہ اللہ پر اور اگر قول منسوب امام ابو یوسف رحمہ اللہ کیطرف بھی نہ ملے تو قول امام محمد رحمہ اللہ پر اور اگر کسی مسئلہ میں امام محمدؒ کا قول بھی نہ ملے تو اوسوقت قول امام زفر اور حسن بن زیاد رحمہما اللہ پر فتوی دینا چاہیے اور حاوی قدسی میں لکھا ہے کہ صحیح یہ بات ہے کہ جس قول کی دلیل قوی ہو مفتی کو لازم ہے کہ اوس پر فتوی دے شامی رحمہ اللہ ان دونوں روایتوں کی مطابقت اسطرح بیان فرماتے ہیں کہ مجکو جو مطابقت کا طریق ان دونوں روایتوں میں ظاہر معلوم ہوا ہے یہ ہے کہ جو مفتی کسقدر قوت اجتہادیہ رکھتا ہو قوت اور ضعف دلیل پر آگاہ ہو وہ تو قوت دلیل جسکے قول میں پاوے اوسپر فتوی دے ورنہ ترتیب مذکور کی موافق فتوی دیوے اسواسطے جو قول امام رحمہ اللہ کیطرف منسوب ہے فی الواقع غالباً اوسکی دلیل قوی ہے ہوتی ہے چنانچہ شامی قول مرجوح اور ضعیف پر فتوی دینے کو جہالت اور خرق اجماع بیان کرکے اوسکی تمثیل میں لکھتے ہیں جیسے فتوی دینا امام محمدؒ کے قول پر بمقابلہ قول امام ابو یوسف اور قول امام ابو یوسفؒ پر بمقابلہ قول امام کے بغیر بیان قوۃ دلیل اوس قول کے جسپر فتوی دیا ہے وقد مر ہذا فی الفتوی الاول منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ والسامعین

++++++++++++++

اور اگر اوسکے سیکر مت نہین دوسری جگہ لیجانے کا قصد کرے اوس اراد وست
منع کر سکتی ہے کیا اس عبارت مجمل پر کہ جس سے بعیوض مہر مطلق عورت کا منع کرنا
ثابت ہے کوئی عالم فتوی دیسکتا ہے مگر بحسب تفصیل شراح صاحب مستخلص وغیرہ شارحین
کنز تحریر فرماتے ہین کہ مراد اس مہر سے مہر معجل ہے نہ کہ مطلق اسیواسطے شامی باب رسم المفتی
مین تحریر فرماتے ہین کہ کنز الدقائق نہین بلکہ کنز الدقائق کی شروح مختصرہ اور نیز دیگر کتب مختصرہ
پر بغیر دیکھنے شروح بسیطہ کے فتوی دینا ناجائز ہے اور اگر حضور کے نزدیک بمقابلہ عبارات
کنز جمیع شروح و متون ساقط عن رتبۃ الاعتبار ہین تو پھر اعادہ نماز تین دن تین رات
کا بوقت پھولنے پھٹنے کسی جانور کے اور اعادہ نماز تین روز کا بصورت عدم تفسخ و
انتفاخ کیون انکار ہے صاحب کنز تو اپنا مختار یون تحریر فرماتے ہین وما بان لو لم یمکن
نزحہا یعنی دوسو ڈول نکالے جاوین اگر سارا پانی نکالنا ممکن نہو ونجسہا منذ ثلث ان
منتفخۃ او متفسخۃ جہل وقت وقوعہا والا منذ یوم ولیلۃ اور نجس کر دیگا کنوین کو تین دن
تین رات سے اگر پھٹا یا پھولا کنوین سے برآمد ہوا اور اوسکی گرنے کا وقت نہ معلوم ہو
اور بغیر پھٹنے پھولنے کے سالم مردہ برآمد ہوا تو ایکدن ایکرات سے کنوان ناپاک سمجھا جاویگا اور
یہ جو حضور تحریر فرماتے ہین کہ پانی کی طہارت ہندوستان اور عرب مین حسب قاعدہ نجاست و اخراج تمام
پانی کی بہت سخت دشوار ہے اسکا جواب عبارت ہدایہ ومسائل الآبار مبنیۃ علی اتباع الآثار
دون القیاس کی شرح مین صاحب نہایہ اسطرح تحریر فرماتے ہین۔ قولہ ومسائل الآبار
الخ ای البیر مخصوص باحکام یخالف فیہا حکم الماء القلیل فان حکمہ عن یتفاوت بتفاوت
الماء اتباعا للآثار ومن ہنا قالوا مسائل الآبار مبنیۃ علی اتباع الآثار والا ففیہ قیاسان

عـــہ باب رسم المفتی مین عبارت شامی یہ ہے وفی شرح الاشباہ للشیخ المحقق ہبۃ اللہ البعلی قال شیخنا العلامۃ صالح الجنینی انہ لا یجوز الافتاء من الکتب المختصرۃ کالنہر وشرح الکنز للعینی۔ یعنی شامی نقل فرماتے ہین شرح اشباہ سے جسکی مولف محقق ہبۃ اللہ بعلی ہین کہ فرمایا ہمارے شیخ علامہ صالح نے کہ نہین جائز ہے فتوی دینا مختصر کتابون سے مثل کتاب نہر الفائق اور شرح کنز الدقائق عینی کے ۔ منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ واسیطرح دیگر کتب
سہ اور مسائل کنوین کے موقوف ہین ظاہر آثار اور افعال صحابہ پر انمین قیاس کی ضرورت نہین ۔ منہ غفرلہ

او تنجست لنجاسة ان لا ينتفع به ابدا الا اختلاط النجاسة بالادخال والجدران كما قاله
بشر واما ان لا ينجس ابدا كالماء الجاري لانه كلما يوخذ من اعلاه ينبع من اسفله انتهى ٭

لیکن یہ جب ہی ہو کہ موجب قیاس ہو کیونکہ یہ قیاس ہی منقول ہے امام محمد رحمہ اللہ سے چنانچہ آخر مین
اس عبارت کے صاحب نہایہ نے لکھا ہے کما نقل عن محمد یعنی جسطرح ہمیشہ کو ناپاک ہونا کنوین
کا نجاست سے قیاس بشر ہے کسی چیز سے ناپاک نہونا قیاس امام محمد ہے دو سو تین سو ڈول کی بھی
تکلیف کیا ضرور ہے مگر چونکہ مسائل چاہ مین قیاس کو دخل نہین اور ہر کنوین مین باعتبار کمی بیشی
پانی کی جدا اندازہ کی اکثر حاجت ہوتی ہے اور باعتبار آثار سارا پانی موجودہ نکالنا ضرور
لہذا کبیری مین صراحۃ لکھا ہے کہ امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ قیاس تو یہی چاہتا ہے کہ کنوان کسی
شے سے مثل جاری پانی کے ناپاک نہو مگر بوجہ وارد ہونے آثار صحابہ کے کیا ہم سے ہو سکتا ہے
کہ ڈول لیسے پانی نہ نکلوادین جسطرح بغداد کیساتھ دو سو تین سو ڈول کی روایت کا مخصوص
ہونا ظاہر کیا گیا ہی روایت مذکورہ کفایہ مین ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ چوھی کی دم کٹ کر
اگر کنوین مین گر جاوے سارا پانی نکالنا ضرور ہے چنانچہ اسیوجہ سے مولانا عبدالحی صاحب مرحوم اپنی
کتاب سعایہ مین تحریر فرماتے ہین فذکر صاحب الہدایہ وغیرہ انما حکم محمد بذالک لما شاہد فی بلد فہذا
ہو الظاہر فانہ کیف یفتی محمد بہذا القدر عموما مع عدم دلیل علیہ ومخالفۃ الروایۃ لہ فانہ
اذا تنجس ماء کلہ لا معنی لاخراج بعضہ وانما حکم بہ لما کان فی غالب آبار بلادہ ہذا القدر من الماء
کما روی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ من نزح ماء او مائتین بناء علی ما شاہدہ فی بلدہ ولا معنی لکون
قول محمد بالنسبۃ الی الجمیع الیفان الا الیسر ما لیس الشارع لا ما نصب بغیر دلیل شرعی لا سیما
فی ما کان مسائلہ کلہا مبنیۃ علی الآثار ولم یکن للقیاس مساغ فیہ کما صرحوا بہ فما اخف علم

ع پانی کنوین کا مخصوص ہے ساتھ حکمون خاص کے کہ وہ احکام مخالف ہین قلیل پانی کے حکمون سے اسواسطے کہ حکم
کنوین کا بدلتا رہتا ہے باعتبار بدلنے کمی اور زیادتی پانی اسکے بوجہ نابود اری جڑ شیونکے اور یہی وجہ ہے کہ فرمایا ہے
مشایخ ہمارے نے کہ مسائل کنوین کے ظاہر احادیث پر مبنی ہین اور اگر قیاس سے دیکھا جاوے تو دو قیاس ہو سکتے ہین ایک یہ کہ
نجاست کے گرنے سے کنوان کبھی پاک ہی نہو بسبب لگنے نجاست کے دیوارون اور سوراخون کنوین کو یہ قول بشر کا ہے

زمانناحیث یختارون ہذا القول ولاتیاملون ماعلیہ یعنی صاحب ہدایہ وغیرہ نے ذکر کیاہے کہ امام محمد رحمہ اللہ کافتوی دو سو ڈول کاباعتبار مشاہدہ اپنے شہر کے کنوونکے تہا مین کہتاہون کہ بہی امر ظاہر ہے بخیر ممکن ہو کہ امام محمد علیہ الرحمۃ بلادلیل خلاف عقل ونقل اس مقدار پر عموماً ہر شہر کے کنوؤن کیواسطے فتوی دین خلاف عقل ونقل ہو کہ سارا پانی موجودہ ناپاک ہو اور تہوڑا سا نکالا جاوے بلکہ یہ فتوی باعتبار اکثر کنوون بغداد کے تہا جسطرح امام اعظم علیہ الرحمۃ کا ساٹھ ڈول کا فتوی باعتبار اکثر کنوون اپنے شہر کے تہا اور یہہ کہنا کہ امام محمدؒ کے قول مین آسانی ہے بے معنی بات ہو آسانی وہی آسانی ہی جو شارع علیہ السلام سے ثابت ہو نہ وہ جو بلادلیل آسانی ٹہرایجاوے خصوصاً مسائل کنوونکی کہ ان مین علیکم مطلقاً اتباع آثار صحابہ کا ہے اور قیاس کو قطعاً اسمین دخل نہین ہے چنانچہ تصریح اس امر کی کتب معتبرہ فقہ مین موجود ہے پس سقدر ہمارے زمانہ والونکا علم گہٹ گیا ہے کہ بلا تامل بے سوچے سمجھے ایسی روایات اختیار کرکے فتوے دیدیتے ہین انتہی ترجمہ عبارت السعایۃ بالمحاورہ مکرر گذارش ہے کہ جلد اضحیہ کا اگر تصدق کرنا واجب ہے اسکی کیا وجہ ہے کہ صاحب ہدایہ وغیرہ استعمال جلد اضحیہ کو خانگی ضروریات مین جائز لکہتے ہین چنانچہ ہدایہ مین ہے او یعمل منہ آلۃ تستعمل فی البیت کالنطع والجراب والغربال ونحوھا لان الانتفاع بہ غیر محرم بلکہ اسکے آگے تحریر فرماتے ہین ولا باس بان یشتری بہ ما ینتفع بہ فی البیت بعینہ مع بقائہ استحسانا لہذا مکلف ہون کہ جواب ہر دو امور مذکورہ سے بنقل روایات سرامر کو موثق بدلائل فرماکر حتی الوسع جلد روانہ فرمادین اور اس عریضہ کو ہتفنا تصور فرماکر اسی کی اوپر

---

۱ یہ مقولہ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم لکہنوی کا ہے اونکی کتاب سعایہ مین ۱۲ منہ عفی عنہ چنانچہ تمام مسائل کنوین کے بارہ مین جو اقوال صحابہ کرام سے ہین طحاوی و شرح کبیری ۱۲ فتح القدیر مین صحیح سندونکی ساتھ پورے طور پر نقل کی گئی ہین من شاء فلینظر۔

۲ منہ اور جائز ہے قربانی کی کہال سے کوئی چیز اپنی گہر کیلئے بنانا جیسے دسترخوان یا تہیلا اور چہلنی اور اسکے مانند اسواسطے کہ نفع اوٹہانا اوسکی کہال سے حرام نہین ہے ۱۲ اور کچہہ مضائقہ نہین اگر قربانی کی کہال سے ایسی چیز لیلیوے۔ اسلئے بدل لی کہ وہ چیز گہر مین باقی رہے جیسے کتاب وغیرہ ۱۲ منہ عفی اللہ

جواب ثبت فرمایا جاوے اور اگر کاغذ کی ضرورت ہو براہ کرم کریمانہ اسی کی برابر دوسرا ورق لیکر باقی
اوس پر ثبت فرما کر روانہ فرماوین فقط معروضہ ۲۳ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۳ھ والسلام علیک آپکا نیازمند
محمد دیدار علی رضوی حنفی نقل افتخار نامہ مولانا رشید احمد صاحب بجواب عریضہ مذکورہ
بالا شرف صدور لایا۔ از بندہ رشید احمد بعد سلام مسنون آنکہ بندہ کو ایسی تحریر سے معذور فرماوین
اور جو آپکے نزدیک محقق ہے اوس پر عمل فرماوین اور بندہ نے قیمت جلد اضحیہ کے صدقہ کو واجب
لکھا ہے نہ جلد اضحیہ کو شاید غلطی ہو گئی ہو گی اور وجوب صدقہ قیمت جلد اضحیہ ہدایہ وغیرہ کتب مین
مصرح ہے کہ صدقہ مطلقہ واجب پر بولا جاتا ہے فقط والسلام چونکہ ایسی تحریر انجام منجر بنزاع
ونفسانیت ہو جاتی ہے بندہ معافی چاہتا ہے آپ ملال نفرماوین فقط۔ واضح ہو چونکہ
عریضہ مذکورہ بالا متضمن دلائل قیام بوقت سننے کسی بشارت یا دیکھنے کسی امر فرحت کے
اور تحقیق مسئلہ چاہ اور جلد اضحیہ ان تین مسئلو پر تہا مگر احقر نے ان جزوئین بخوف انتشار
ذہن ناظرین علیحدہ علیحدہ لکھدیا ہے اور ان تینون مسئلونکے جواب مین یہی ایک افتخار نامہ شرف
صدور لایا تہا لہذا نقل اس افتخار نامہ کی جسقدر متعلق قیام تہی مسئلہ قیام کے تہہ نقل کیگئی
اور چونکہ جملہ انجام منجر بنزاع ونفسانیت الی آخرہ متعلق مسئلہ جلد اضحیہ کا تہا کہ اوسمین فی الواقع
احقر سے سہواً غلطی ہو گئی تہی یہان پورا نقل کر دیا گیا کوئی دشمن مولانا اپنی پوشیدہ کینہ
کو یون ظاہر نکرے اور یہ نہ سمجہے کہ مولانا مخدوم نے بلاوجہ تینون مسئلون کی جواب
مین سکوت فرمایا اور رنجش کی طور سے یہ کلمہ تحریر فرمایا ہرگز نہین بلکہ فی الواقع جو امر محقق تہا
اوسکو بعنایت تحقیق کے ہمیشہ بخشکر اجازت دیدی اور فرمایا کہ جو آپکے نزدیک امر محقق ہے اوس پر عمل
فرماوین مگر مسئلہ جلد اضحیہ مین چونکہ احقر نے سہواً بیجا سوال کیا تہا یہ عبارت بمقتضاء بشریت
بگمان قاعدہ اور قرینہ بعض بنا رزمان ہمراہیان مفتن اور فتان کی یہ کلمہ تحریر فرمایا کہ ایسی تحریر
انجام منجر بنزاع ونفسانیت ہو جاتی ہے مگر چونکہ احقر کو فقط تحقیق حق منظور رکھی جب
سینے اپنی غلطی اور سہو کا بہ نسبت سوال مسئلہ جلد اضحیہ عذر کیا مولانا نے قبولیت عذر کا

شفقت نامہ متضمن عنایت وشفقت صادر فرمایا اور اس قسم کے فتنہ انداز طبائع کے
شکوک کو اچھی طرح زائل کر دکھایا چنانچہ اون دو خطوط کے نقل بھی درج کیجاتی ہے نقل
عریضہ احقر جو متضمن عذر مذکور روانہ کیا گیا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم از فقیر حقیر محمد
دیدار علی الحنفی بعالیخدمت قدوۃ العلما زبدۃ الاصفیا مولانا و مرشدنا مولانا رشید احمد صاحب
سلمہ اللہ علیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ حضور واللہ ثم باللہ میرے دل مین نہ سابق مین نہ اب
خیال عناد ہے نہ خطرۂ نزاع ہان البتہ ہم لوگ دیہاتی ہین ہمارے کسی کلمہ سے اگر یہ خیال
مستنبط ہوتا ہو معاف فرمائیے والعذر عند کرام الناس مقبول تحریر ارشاد فرمایئے کہ مرید کی اگر
اور عذر بندگی لوگ قبول کر دیا کرتے ہین حصہ شعر لا
مرشد ہی تشفی نکرے شاگرد کو اگر استاد ہی جواب قطعی بلا قصور مدی دیدے اوسکی شبہات
کا ازالہ نکرے وہ بیچارہ کیونکر ملال نکریگا اوس غریب کا دل کسقدر رد کہی ہوگا مجھسے جو بعد قصور ہوا ہے تحریر
مذکور مین ہوا وہ یہ ہے کہ سوال بھی قیمت جلد اضحیہ کا تہا اور جواب بھی حضور نے بابتہ قیمت جلد اضحیہ
ہی تحریر فرمایا مگر خاکسار کو بوقت تحریر عریضہ استفتا مسئلہ جلد اضحیہ کا سہو خیال رہا لہذا خواہان
عفو تقصیر ہون مکرر گذارش یہ ہے کہ بصورت عدم وجوب صدقہ جلد اضحیہ اگر بمعاوضہ جلد پتہر یا چونہ
یا بوریہ مسجد کیواسطے لیا جاوے جائز ہے یا نہین جسطرح اسیطرح اسیواسطے بمعاوضہ جلد یا ینتفع بہ
فی البیت بعینہ مع بقائہ کو جائز لکہا ہے کرر گذارش یہ ہے کہ سند جواز یا عدم بھی کلہدیجاوے
مع او نباتے رہین جیسے مشک یا کتاب وغیرہ
تو بہت مناسب ہے فقیر کو تصریح امر مذکور نہین ملتی تہی اور بالتصریح تشفی عریضہ سابقہ ہی
اگر منظور نظر ہو تو پہر ارسال خدمت کیا جاوے مورخہ ۱۳ محرم الحرام ۱۳۱۳ھ روز یکشنبہ نقل مکتوب
آخر مولانا جو بجواب عریضہ ہذا شرف صدور لایا از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام
مسنون آنکہ چونکہ بندہ بعد مرض شدید کہ امید زیست نرہی تہی اب تندرست ہوا لیکن نظر اور
قویٰ سب ضعیف ہوگئے مراجعت کتب سے مثل عاجز کے ہوگیا ہے اور کوئی ایسا شخص معاون نہین ہے کہ
اعانت کرے لہذا نقل روایت سے عاجز ہے او جلد اضحیہ کے بدلے مین پتہر اور بوریا خرید کر اپنی طرف سے
مسجد مین اگر ڈالدیوے درست ہے اسمین کچھ حرج نہین واللہ تعالیٰ اعلم والسلام اگر شبہ کی تحریر سے

فتاوی (بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل مفصلہ ذیل میں (اولاً)
کفنی پہ میت کے کلمہ شریف یا آیت شریف لکھنا جائز ہے یا نہیں (دوسرا) اسقاط یعنی قرآن شریف اور کچھ نقدی اہل
میت کیطرف سے لیکر چند ادنکو حلقہ باندکر ادنمیں قرآن شریف مع نقدی دیدست تین مرتبہ گھمانا اور اس عمل کو میت کے گناہوں
کا کفارہ سمجھنا جائز ہے یا نہیں (۳) میت کا جمعہ کے سپرد کر دینا یعنی کوئی شخص سنیچر یا اتوار کو فوت ہوا تو بعد دفن اوسکے جمعہ تک چند
ملا ادنکو قرآن شریف پڑہنے اس اعتقاد سے بٹھانا کہ انکی موجودگی میں کہ یہ قرآن مجید پڑہتے رہینگے عذاب قبر اور سوال جواب
منکر نکیر تا جمعہ نہوگا (۴) مردہ کو قبر میں رکھکر ایک ایک مٹھی خاک پڑھکر یعنے مٹھی پڑہکر پھر اونکا قبر کے اندر بازو میں
میت کے رکھنا بعدہ قبر کا بند کرنا۔ (۵) بعد تیاری قبر قبر پر چادر اوڑھانا اور شیرینی اوسکے اوپر رکھکر فاتحہ پڑھنا۔
(۶) قبر سے چالیس قدم ہٹکر یعنے چلکر پھر فاتحہ کا پڑہنا (۷) بعد دفن میت اوسکے مکان پر واپس آنا اور فاتحہ کا پڑہنا
(۸) محفل میلاد (۹) قیام محفل میلاد (۱۰) گیارہویں پیران پیر صاحب کی (۱۱) سویم و چہلم وغیرہ مروجہ جائز ہیں یا
نہیں ایسے عمل کرنیسے اہل میت کے میت و اہل میت کس قدر مستحق ثواب کے ہونگے یا کہاں تک باعث عتاب بینوا توجروا
الجواب (۱) میت کے کفن پر کلمہ شریف یا آیت شریف لکھنا جائز نہیں کہ اسمیں اہانت کلمہ شریف و آیت شریف کی ہے
شامی وغیرہ نے اسکو منع لکھا ہے (۲) اسقاط بہیئت کذائیہ بدعت ہے گناہوں کا کفارہ اسکو سمجھنا لغو ہے (۳) میت کا
جمعہ کو سپرد کرنا بدعت ہے یہ سمجھنا کہ اس طریق سے جمعہ تک میت عذاب قبر و سوال و جواب منکرین سے محفوظ رہیگا
باطل عقیدہ ہے (۴) اس فعل کے لئے شریعت میں کچھ اصل نہیں وارد ہے قدر ہے کہ حاضرین آیۃ کریمہ منہا خلقناکم الایۃ
پڑھکر اپنے ہاتھوں سے قبر میں مٹی ڈالیں (۵) چادر اور شیرینی رکھکر فاتحہ پڑہنا بھی خلاف سنت ہے اسوجہ سے بدعت و
ممنوع ہے (۶) یہ بھی داخل رسم ہے اور بدعت ہے۔ (۸) محفل میلاد اگر خالی ہو امور منکر غیر مشروع سے اور پابندی
رسم اہل زمانہ نہو تو جائز و مستحسن ہے مگر چونکہ اس زمانہ میں کمتر مجلس امور غیر مشروعہ سے خالی ہوتی ہیں اور اعتقاد
لزوم و وجوب کا عوام کے قلوب میں راسخ ہوتا ہے اسراف اور حضور مخاق اور پڑھنا روایات موضوعہ کا اور التزام ان امور
کا جو شرع سے لازم نہیں گویا شعار اس مجلس کا ہو گیا ہے اسلئے بہیئتہ مروجہ یہ محفل ممنوع اور بدعت ہے اور مرتکب
اور مجوز اسکا لاریب مبتدع و جاہل ہے (۹) (۱۰) (۱۱) قیام محفل میلاد کو وقت مخصوص پر ضروری سمجھنا
یا معاملہ مثل لازم کے کرنا جیسا کہ مروج ہے لا اصل ہے شریعت میں اپنی رائے سے کوئی قید لگانا اور امر
غیر ضروری کو ضروری خیال کرنا یا معاملہ مثل ضروری کے اوسکے ساتھ کرنا یہ بھی بدعت ہے اور اسیکی طرف
اشارہ فرمایا ہے اس حدیث شریف میں من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد اسی بنا پر گیارہویں پیران
پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور سوم و چہلم وغیرہ بدعت ہیں کہ یہ قیود اور تخصیصات دین میں اپنی رائے سے لگائی
گئی ہیں اور امر مطلق شارع کو مقید کیا گیا ہے ساتھ اوقات مخصوصہ کے اور اوسمیں طرح طرح کے عقائد خلاف
شرع عوام کے قلوب میں راسخ ہیں اسوجہ سے کرنیوالا ان امور کا جاہل و مبتدع ہے اور میت کو اسصورت میں
کچھ نفع پہونچنے کی امید نہیں واللہ اعلم کتبہ الاحقر عزیز الدین عفی عنہ دیوبندی الجواب صحیح بندہ رشید احمد عفی عنہ
احمد رشید (الاجوبۃ صحیحۃ محمد منفعت علی مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہ) (بندہ محمود عفی عنہ الجواب صحیح
بسم اللہ الرحمن الرحیم) یہ سب امور جن قیودونکی ساتھہ مجیب نے ناجائز لکھے ہیں بلا ریب علمائے محققین کے نزدیک بوقت
پائے جانے قیود مذکورہ ناجائز ہیں مگر مجیب نے یہ نہ لکھا اور دریافت کیا وہ قیود اون امور کیساتھ کہیں
بھی نہیں پائے جاتے شاید مجیب نے کہیں دیکھے ہوں تو غالباً بوجہ غفلت یا تعصب وہ ان کے علما کے ہونگے پھر تحقیق
بوقت نہونے اون قیود کے امور مسطور مجیب کے نزدیک بھی موجب ثواب اور خیر و برکت ہیں چنانچہ تقریر
مجیب سے امر بہ اچھی طرح ظاہر ہے لیکن مجیب نے چونکہ تصریح اس امر سے کہ بوقت نہونے ان قیود کے یہ سب
امور موجب ثواب و برکت ہیں سکوت فرمایا ہے بخوف اس بات کے کہ کہیں عوام ہمارا مجیب کو
یہ سمجھیں اور وہ بعض امور موجب خیر و برکت کہ نزدیک فقہا اور محدثین کے مستحب و مستحسن موجب ثواب ہیں چھوڑ

ہین اونکی تصیح کرنی ضروری ہے مگر مفصلاً مع دلائل مختصر کیا جاتا ہے اور ہر مسئلہ کی تفصیل مین عبارت اوس کتاب
کی لکہیجاتی ہے جو مجیب صاحب کے نزدیک معتبر ہے اور جواب سوال اول کا اونکے حوالہ سے دیا ہے یعنی کتاب شامی
جو شرح درمختار کی ہے (۱) بیشک شامی مین آیۃ یا کلمہ ایسی چیز سے لکہنا جس سے حروف پیدا ہوں جیسے روشنائی
وغیرہ ناجائز لکہا ہے بسبب خوف ملوث ہونے آیات قرآنی کے نجاست میت سے و تنبیہ کفن اوسکے جسم کو مگر فقط کلمہ
کی اونگلی سے بغیر روشنائی وغیرہ کے بعد غسل کے کفن پہنانے سے اول پیشانی پر بسم اللہ اور سینہ پر لا الہ الا اللہ
سینہ کو جائز لکہا ہے اور بموجب خیر و برکت (۲) اسقاط جسمین میت یعنی نقدی یا اناج کیا جاتا ہے قرآن شریف بہی مفرد
ہو اوسمین بہی یا درست بدعت کہا جاتا والبتہ لطف سے نہین گندا اگو بلا عقیدہ وجوب یہ بہلی مرحیہ ہے مگر بابیا تحفہ
الفوائد شامی اونیز درمختار مین مطلب اسقاط الصلوۃ عن المیت مین یون لکہا ہے کہ اگر میت کے حالت
مرض مین کچھ نماز روزے فوت ہوگئے اور اوسنے اسقدر مال بہی چھوڑا کہ اوسکی تہائی سے کفارہ نماز روزہ
کا ادا ہوسکے اور وہ کفارہ کی وصیت بہی کر گیا تو وصی پر لازم ہے کہ بدلے ہر نماز روزہ کے اور اسیطرح
بعوض نماز وتر کے آدہا آدہا صاع گیہون فقیرون کو دے اگر تہائی مال میت اتنا نہو یا اوسنے وصیت
نہ کی اور ولی میت اپنی طرف سے اوسکا کفارہ دینا چاہے گو اوسپر لازم نہین مگر سب نماز روزے فوت
شدہ کا کفارہ نہ دیسکے تو اوسصورت اوسکو تین چار بار بقدر ضرورت فقراء مین اسقدر نہو تاوے
اسطرح کہ ولی ایک کو بخشے وہ دوسرے کو وہ تیسرے کو علی ہذا یہانتک کہ وہ مال اوسکے تمام روزے نماز
فوت شدہ کے مقدار کو پہونچ جاوے تو البتہ موجب ثواب ہے بلکہ اس بحث مین لکہا ہے کہ اگر میت نے باوجود
مالدار ہونیکے وصیت نکی یا مقدار کفارہ کے کم مال کی تو میت مذکور گنہگار رہیگا یہ خلاصہ ہے تمام عبارت
درمختار اور شامی کا (۳) بیشک یہ اعتقاد دلیل اصل ہے سنن ابوداؤد کی شامی نقل فرماتے ہین کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم جبوقت دفن میت سے فارغ ہوتے اوسکی قبر پر اور فرماتے طلب بخشش کی کرو تم اپنے ساتھی
کیواسطے اور مانگو اللہ سے ثابت رہنا اوسکا سوال و جواب مین پس بیشک وہ اب سوال کیا جاتا ہے
اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آدمیونکا کہڑا رہنا مانع سوال نہین بلکہ دفن کے بعد ہی سوال و جواب شروع
ہوجاتا ہے۔ کہڑے رہین خواہ چلدین چنانچہ بصورت چلدینے کے دوسری حدیث مین یون فرمایا ہے کہ تمہاری جوتیونکی
آواز اوسکے کانمین پہونچتی رہتی ہے کہ سوال شروع ہوجاتا ہے پس ان احادیث سے سوال ششم کا بہی جواب معلوم
ہوگیا کہ چالیس قدم مٹ کر پہر لوٹنا بے اصل بدعت ہے جواب چہارم و پنجم محتاج تفصیل نہین مطلقاً صحیح مین رہا
شیرینی یا کہانا بغرض ایصال ثواب بغیر قبر پر رکہنے کے فقراء کو دینا اوسکے جواز مین کسیکو بہی کلام نہین ہان البتہ
پوشیدہ دینے کا زیادہ ثواب ہے اور دنیا دکہاوے کا صدقہ کیا نماز بہی اچہی نہین شعر کلید در دوزخ ست آن
نماز۔ کہ در روے مردم گذاری دراز (۷) بیشک بعد دفن کے ہمراہ ولی میت سب ہمراہیونکا میت کے گہر تک جانا
ضروری سمجہنا اور پہر آکر وہان فاتحہ پڑہنا بے اصل ہے بلکہ شامی مین لکہا ہے کہ بعد دفن دعاء مغفرت کریگا اور
اگر ہوسکے سورۂ بقرہ کا اول و آخر قبر پر پڑہکر سب لوگ اپنی اپنی راہ لین اور اگر ولی تنہا ہو اور اوسکے تنہا چہوڑ
مین اوسکے وحشت کا خوف ہو کچہہ آدمی ہونگا اوسکے گہر تک پہونچا دینا امر مصلحت و دوسری بات ہے اوسپر حکم شرع
نہین ہوتا (۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱) بیشک مجلس ذکر میلاد شریف اور قیام کو بوقت ذکر ولادت اور گیارہوین کو
گیارہوین ہی دن اور سوم کو تیسرے دن اور چہلم کو چالیسوین ہی دن اگر کوئی ضروری عقیدۃً سمجہے اونکا حکم
کوئی واجب ہے اعتقادۃً ضروری ہوتا ہے کہ جسکا تارک گنہگار ہو اور دیگر فرض کا فرضیت کے نزدیک یہ عقیدہ
بدعت ہے اور اگر مجلس ذکر ولادت کو مستحب سمجہکر کیا جاوے فاسق فاجر روایات موضوعہ واہیہ نہ پڑہین روایات
صحیحہ سے بیان کیا جاوے کبہی کبہی گلاب یا شیرینی بہجادی یا پہول غیر بغرض تعظیم ذکر رکہدئے جاوین اور بقدر اظہار فرحت

[illegible]

ہین سب کچھ جائز ہے اگر قصد ریا نہو اور بلا اختیار جو خطرے ریا کے دل مین پیدا ہو جاتے ہین وہ بلا اتفاق معاف ہین۔

فرحت روشنی بھی ہو ایصالاً للصواب شیرینی بھی تقسیم ہوجاوے یا کھانا کھلا دیا جاوے اور بوقت ذکر
ولادت فرشتوں کا کھڑا ہو کر درود خوانی کی کیفیت تصور کر باتباع حدیث من تشبہ بقوم فھو منھم فرشتوں کی
تشابہ کی نیت سے قیام بھی کرلیا جاوے اور تعزیت وجوب گیارھویں سوم چہلم بغرض ایصال ثواب نہ کہ نامود
دنیا اگر کیا جاوے مجیب کے نزدیک اور نیز جمیع علماء کے یہ سب امور موجب حصول ثواب اور خیر و برکت ہیں
البتہ یہ جو مجیب نے لکھا ہے (یا معاملہ مثل ضروری کے اوسکے ساتھ کرنا) اگر اسکے یہ معنی ہیں کہ عقیدہ ضروری
سمجھا جب تو مسلم اور اگر یہ معنی ہیں کہ ہمیشہ بلا ناغہ کرنا تو اسکو کوئی عالم منع نہیں کرسکتا اور نہ مجیب
اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بذاتہ مداومت عمل خیر کو محبوب رکھتے تھے چنانچہ
مشکوٰۃ شریف میں ہے بروایت متفق علیہ بخاری و مسلم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الاعمال الی اللہ ادومہا وان قل
یعنی محبوب زیادہ عملوں کا اللہ کو وہ عمل ہے جو ہمیشہ نبھ جاوے اگرچہ تھوڑا ہی ہو واللہ اعلم وعلمہ اتم
حررہ العبد العاصی محمد دیدار علی الرضوی الحنفی۔ اور زیادہ توضیح ان مسائل کی مع دلائل و اصول
ہمارے رسالہ رسول الکلام میں ہے جو بعد آنے ڈھائی سو درخواستوں کے انشاء اللہ العزیز بغرض طبع بھیجا جاوے گا

کتبہ المحمد محمد دیدار علی الرضوی الحنفی نقشبندی

تقریظ طبعزاد مناظر بے بدل مولوی بے مثل حافظ ابو الفتح محمد عبد الحمید پانی پتی مہتمم یتیم خانہ آگرہ

رسالہ ہذا تحقیق المسائل مؤلفہ علامہ جناب مولوی محمد دیدار علی صاحب الوری رضوی کو اس عاجز نے
بعض بعض مقام سے بنظر تحقیق دیکھا درحقیقت مؤلف جو ایک مشاہیر علماء اور واعظین اسلام سے ہیں اپنی
تحقیق میں ید طولیٰ رکھتے ہیں رسالہ مذکور کی تعریف سننے سے متعلق نہیں ہے بلکہ دیکھنے ہی پر اوسکے جواہر
عالیہ اور مضامین عالیہ کی خوبی وابستہ ہے میرا مشاہدہ تو بیشک اس امر کے تحریر کرنے پر مجبور ہے
الحق لا یتجاوز عن ھذہ الرسالہ فماذا بعد الحق الا الضلال اب ہرف
اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ مؤلف موصوف کو اس کوشش اور جانفشانی کے صلہ میں سعادت دارین نصیب

اشتہار — تصنیف مولانا محمد دیدار علی صاحب کا رسول الکلام فی کلام سید الانام جسکا ذکر کہیں کہیں بیان اس میں آگیا ہے جسکی فہرست مضامین ہی استدلال مانو شوق سے ہے اور آتش اشتیاق مومنین کو کافی ہے جو دس سال سے زیر تجویز ہے علما دہلی و دیوبند وغیرہ و بریلی و پنجاب و مالک متوسط بمبئی وغیرہ کہا ہے اب بعد آنے ڈیمانڈ دوست شائقین کے چھپوانے کا ارادہ ہے کہ چھپوا کر ہدیہ ناظرین کرے بعد تیاری کے انشاء اللہ تعالیٰ مشتہر کیا جاویگا جنکی درخواستیں پہلے آجاوینگی اونکو ارزانی کفایت سے دیا جاویگا مقدمہ اول ثبوت اقسام اصلی میں قرآن مجید اور احادیث صحیح اور دیگر آثار اصول فقہ سے مع چند لطائف مسائل مختلف فیہا مقدمہ دوسرا ثبوت اس امر میں کہ جس چیز کو سلف صالحین کریں اوسکی بھی تقلید مستحب ہے مع چند مسائل فقہیہ مقدمہ سوم کوئی امر مستحب ترک کرنے سے بدعت نہیں ہوتا مع لطائف فقہیہ اور ثبوت تقلید شخصی جواہر قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اوسکو تفصیل سے اور سائر امور جو مستحب یا مستحسن ہیں بیان معانی بدعت لغت سے اور اصطلاح فقہا دونوں سے اور بیان اقوال اون علما کا جو تقسیم بدعت کے قائل ہیں اور اون علما کے اقوال جو ہر بدعت کو گمراہی کہتے ہیں اور دونوں قولوں کی صورت موافقت مع بیان دلائل ہر دو فریق۔ بیان اون بدعات کا جنکا ازالہ اور بیان کرنا مولود خوانوں کو ضروری ہے اور دو اقل آداب محفل ہے ثبوت قیام میلاد اون امور کا جو مجلس میلاد میں مستحبات علما نے لکھے ہیں مع بیان دلائل مانعین قیام و چہلم یازدہم و عرس وغیرہ کے تو ثبوت ثبوت استحباب قیام کے قرآن اور حدیث صحیح اور اقوال علما سے مباحث اعتراض مدلل مانعین کی اثبات قیام میلاد اور اونکے دلائل تو یہ منع قیام کی اور پیر اونکی مدلل جواب اور اوسکے ضمن میں بحث کامل فضائل درود شریف اور حیات شہدا اور انبیاء علیہم السلام کے متعلق اور بھی بیان فضائل مکہ اور مدینہ حرمین مکرمین کا زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً

غلطنامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١	٩	حدیت	حدیث	٢	١	متجب	مستحب	١٣	١	جهیتر	جهیت
١	١٤	واحس	اسیجبین سے	٢	٥	متجب	مستجب	٣	٦	احقر	احقر
٢	١٣	پیشوا	پیشوا	٢	٦	ج	حج	٦ / ٨ / ١١ / ١٥	٩ / ٦ / ١ / ١٩	نت / الجوال / نبہ	سنت / الجواب / الف / ینبہ
١	١٥	سے	نے	٢	١٨	حقیقت	حقیت				

١٥ ٢٠ ٥٩٢ ٥١